

آیات ۸۸ تا ۸۹

قومِ شعیبؑ کے سرداروں کی دھمکی

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ	کہا اُن سرداروں نے جنہوں نے تکبر کیا شعیبؑ کی قوم میں سے
لَنُخْرِجَنَّكَ لِشُعَيْبٍ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا	ہم ضرور نکال دیں گے تمہیں اے شعیبؑ! اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تمہارے ساتھ اپنی بستی میں سے
اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِي مَلَّتِنَا	یا تمہیں ہر صورت لوٹ آنا ہوگا ہمارے دین میں
قَالَ اَوْ كُنَّا كَرِهَيْنَ ﴿۸۸﴾	فرمایا شعیبؑ نے اور کیا اگرچہ ہم ناپسند کرنے والے ہوں؟
قَدْ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا	یقیناً ہم نے گھڑا اللہ پر جھوٹ
اِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ	اگر ہم لوٹ آئیں تمہارے دین میں
بَعْدَ اِذْ نَجَّيْنَا اللّٰهَ مِنْهَا	اس کے بعد کہ جب نجات دے دی ہمیں اللہ نے اس سے
وَمَا يَكُونُ لَنَا اَنْ نَّعُوْدَ فِيهَا	اور نہیں ہے جائز ہمارے لیے کہ ہم لوٹ آئیں اس میں
اِلَّا اَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ رَبُّنَا	سوائے اس کے کہ چاہے اللہ جو ہمارا رب ہے
وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا	احاطہ کر رکھا ہے ہمارے رب نے ہر چیز کا اپنے علم سے

عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا	اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا
رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ	اے ہمارے رب! فیصلہ فرمادے ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ
وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ﴿۱۹﴾	اور تو سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔

حضرت شعیبؑ کی دعوت کے جواب میں قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیبؑ تم اور تم پر ایمان لانے والے ہمارے دین میں واپس آجائیں، ورنہ ہم تم سب کو اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ حضرت شعیبؑ نے جواب دیا ہم تمہارے دین کو باطل سمجھتے ہیں، پھر کیسے ممکن ہے کہ ہم اسے قبول کر لیں۔ میں تو نبوت کے ظہور سے پہلے بھی اسے باطل سمجھتا تھا لیکن میری خاموشی سے تم نے یہ سمجھا کہ میں تمہارے دین پر ہوں۔ تمہارے دین کی بنیاد ہی اس جھوٹ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسری ہستیاں بھی اختیار میں شریک ہیں۔ ہم اس جھوٹ کو قبول نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے بھی ہمیں اس خباثت سے بچایا ہے اور اب بھی وہ نہ صرف ہمارے عقیدے کی حفاظت فرمائے گا بلکہ تمہارے شر سے بھی ہمیں محفوظ رکھے گا۔ تمہاری دھمکی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی کیونکہ ہمارا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے۔ جب حضرت شعیبؑ کو یہ اندازہ ہوا کہ ان لوگوں پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ فرمادے حق کے ساتھ اور تو ہی سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔

آیات ۹۰ تا ۹۳

ہر دور کے دنیا داروں کی گمراہی

وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ	کہا ان سرداروں نے جنہوں نے کفر کیا شعیبؑ کی قوم میں سے
لَئِنْ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا	یقیناً اگر تم نے پیروی کی شعیبؑ کی

اِنَّكُمْ اِذَا الْخُسْرُوْنَ ۝۹۰	تو تم ضرور ہو جاؤ گے نقصان اٹھانے والے۔
فَاَخَذَتْهُمْ الرَّجْفَةُ	تو پکڑ لیا انہیں زلزلے نے
فَاَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثَيِّنَ ۝۹۱	تو وہ ہو گئے اپنے گھر میں اوندھے گرے ہوئے۔
الَّذِيْنَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا	وہ کہ جنہوں نے جھٹلایا شعیبؑ کو
كَانَ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا	ایسے ہو گئے گویا کبھی آباد ہی نہ تھے اُس بستی میں
الَّذِيْنَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا	وہ کہ جنہوں نے جھٹلایا شعیبؑ کو
كَانُوا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝۹۲	وہی ہو گئے نقصان اٹھانے والے۔
فَتَوَلَّوْا عَنْهُمْ	پھر منہ پھیر لیا اُن سے شعیبؑ نے
وَقَالَ يَقَوْمٍ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلَتِ رَبِّيْ	اور کہا اے میری قوم! بلاشبہ میں نے پہنچا دیئے تھے تمہیں اپنے رب کے پیغامات
وَنَصَحْتُ لَكُمْ	اور میں نے خیر خواہی کی تمہاری
فَكَيْفَ اَسٰى عَلَى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝۹۳	اب کیا افسوس کروں کافر قوم پر؟

ع

ان آیات میں ایک ایسی گمراہی کا بیان ہے جو ہر دور میں دنیا داروں کو لاحق رہی ہے۔ یہ گمراہی قوم شعیبؑ کے سرداروں نے ان الفاظ میں بیان کی کہ شعیب جس ایمان داری اور دیانت داری کی دعوت دے رہے ہیں اگر اُس پر عمل کیا گیا تو پورا کاروبار تباہ ہو جائے گا۔ ہر دور کے مفسدین کا یہی خیال رہا ہے کہ تجارت، سیاست اور دوسرے دنیوی معاملات جھوٹ، بے ایمانی اور بد اخلاقی کے بغیر نہیں چل سکتے۔ حالانکہ یہی برائیاں فساد فی الارض کی اصل جڑ ہیں۔ انہی سے لوگوں کے حقوق پامال ہوتے ہیں اور بالآخر ایسے دغا باز لوگ پورے معاشرہ کو لے ڈوبتے ہیں۔ قوم شعیبؑ اس گمراہی کی وجہ سے برباد ہوئی اور ایک زلزلہ نے تمام کافروں

کو ہلاک کر دیا۔ اس عذاب کے بعد اُن کی بستیاں یوں سنسان اور ویران ہو گئیں جیسے وہاں کبھی کوئی آباد ہی نہیں تھا۔ جو لوگ مومنوں کو دھمکی دے رہے تھے کہ ہم تمہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے، خود ہی نیست و نابود ہو گئے۔ جب قوم پر عذاب آیا اور پیغمبرانہ شفقت و رحمت کے سبب حضرت شعیبؑ کا دل دکھا تو اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے قوم کو خطاب کر کے فرمایا کہ میں نے تو تم کو تمہارے رب کے احکام پہنچا دیئے تھے اور تمہاری خیر خواہی میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی مگر اب میں کافر قوم کے انجام پر کیا افسوس کروں۔

آیات ۹۴ تا ۹۵

آفات انسان کو جھنجھوڑنے کے لیے آتی ہیں

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّبِيٍّ	اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبیؑ
إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ	مگر ہم نے پکڑا اُس کے رہنے والوں کو سختی اور تکلیف کے ساتھ
لَعَلَّهُمْ يَضُرَّعُونَ ﴿٩٤﴾	تاکہ وہ گڑگڑائیں۔
ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ	پھر ہم نے بدل دی تکلیف کی جگہ راحت
حَتَّىٰ عَفَوْا	یہاں تک کہ وہ خوب پھلے پھولے
وَقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ	اور کہنے لگے یقیناً پہنچی تھی ہمارے آباء واجداد کو بھی تکلیف اور راحت
فَأَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً	تو ہم نے پکڑ لیا انہیں اچانک
وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٩٥﴾	جبکہ وہ اُس کا گمان بھی نہیں کرتے تھے۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی ایک مستقل سنت کا ذکر کر رہی ہیں۔ جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی نبیؐ کو بھیجا تو ساتھ ہی اُس نبیؐ کی قوم پر کچھ آفات نازل کیں تاکہ اُن کے دل نرم ہوں، اُنہیں اپنی بے بسی اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت محسوس ہو، وہ اُس کے سامنے عاجزی کے ساتھ جھک جانے پر آمادہ ہوں اور نبیؐ کی دعوت سننے کے لیے اُن کے کان کھل جائیں۔ ایسی آفت ایک نعمت ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر دے۔ البتہ بد قسمتی سے اکثر و بیشتر قومیں آفات کے باوجود اللہ کی طرف متوجہ نہ ہوئیں اور اُن کے دلوں کی سختی برقرار رہی۔ نہ اُن پر رقت طاری ہوئی اور نہ اُنہوں نے گڑ گڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگی۔ اب اُن کا دوسرا امتحان اِس طرح لیا گیا کہ اُنہیں مال و دولت کی وسعت عطا کر دی گئی یہاں تک کہ وہ خوب خوشحال ہو گئے۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونے کے بجائے کہنے لگے سختی اور خوشحالی اچھے یا برے عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ زمانے کی گردش ہے۔ ماضی میں بھی لوگ ایسے حالات کا سامنا کرتے رہے ہیں۔ دونوں امتحانات میں ناکامی پر ایک ایسے عذاب نے اچانک آکر اُنہیں ملیا میٹ کر دیا جو اُن کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا۔

آیت ۹۶

ایمان اور تقویٰ کی برکات

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا	اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے
لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ	تو یقیناً ہم کھول دیتے اُن پر برکتیں آسمان اور زمین سے
وَلَكِن كَذَّبُوا	اور لیکن اُنہوں نے جھٹلایا
فَاَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٦﴾	تو پکڑا ہم نے اُنہیں اُس کی وجہ سے جو وہ کمایا کرتے تھے۔

اس آیت میں ہلاک ہونے والی قوموں کی روش پر اظہارِ افسوس کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر یہ قومیں ایمان لے آتیں اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرتیں یعنی اُس کی نافرمانی سے بچتیں تو اُن پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے خزانے کھول دیے جاتے۔ افسوس کہ اُنہوں نے ایسا نہیں کیا اور اُنہیں اپنی شامتِ اعمال کا سامنا تباہ کن عذابوں کی صورت میں کرنا پڑا۔

آیات ۹۷ تا ۹۹

ہمارے لیے درسِ عبرت

تو کیا بے خوف ہو گئے ہیں بستیوں والے	اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرَىٰ
کہ آجائے اُن پر ہمارا عذاب راتوں رات	اَنْ يَّاتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا
جبکہ وہ سو رہے ہوں؟	وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿۹۷﴾
اور کیا بے خوف ہو گئے ہیں بستیوں والے	اَوْ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرَىٰ
کہ آجائے اُن پر ہمارا عذاب دن چڑھے	اَنْ يَّاتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًّی
جبکہ وہ کھیل رہے ہوں؟	وَهُمْ يَلْعَبُونَ ﴿۹۸﴾
تو کیا وہ بے خوف ہو گئے ہیں اللہ کی تدبیر سے	اَفَاَمِنُوا مَكْرَ اللّٰهِ
تو نہیں بے خوف ہوتے اللہ کی تدبیر سے	فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ
مگر گھائے میں رہنے والے لوگ۔	اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُونَ ﴿۹۹﴾

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے متوجہ فرمایا کہ جو لوگ آج زمین پر بس رہے ہیں کیا وہ اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ گزشتہ قوموں کی طرح اُنہیں بھی اُن کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے فکر وہی ہو سکتا ہے جس نے

خسارے میں جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ دانشمندی کا تقاضا ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرا جائے اور گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ دن میں بھی آسکتی ہے جبکہ لوگ اپنے کاروبار، کام کاج یا کھیل تفریح میں مشغول ہوں اور رات میں بھی آسکتی ہے جبکہ وہ غفلت کی نیند سو رہے ہوں۔

آیات ۱۰۰ تا ۱۰۲

ہلاک ہونے والی قوموں کا جرم

اور کیا نہیں رہنمائی کی اُن لوگوں کی جو وارث بنتے ہیں زمین کے وہاں پر بسنے والوں کے بعد (اس بات نے)	اَوْ لَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَا
کہ اگر ہم چاہیں تو سزا دیں انہیں اُن کے گناہوں کی	اَنْ لَّوْ نَشَاءُ اَصْبٰنَهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ
اور مہر لگا دیں اُن کے دلوں پر	وَ نَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ
تو وہ کچھ سن ہی نہ سکیں۔	فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۱۰۰
اے نبی! یہ بستیاں ہیں ہم بیان کرتے ہیں آپ سے اُن کی کچھ خبریں	تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاِهَا
اور یقیناً آئے اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل کے ساتھ	وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
تو وہ نہ تھے کہ ایمان لاتے اُس پر جسے وہ جھٹلا چکے تھے اس سے پہلے	فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ
اسی طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ کافروں کے دلوں پر۔	كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الْكَافِرِيْنَ ۝۱۰۱

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ	اور نہیں پایا ہم نے اُن کی اکثریت کو عہد کا پابند
وَإِنْ وَجَدْنَا اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾	اور یقیناً ہم نے پایا اُن میں سے اکثر کو نافرمان۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ جب ایک تباہ ہونے والی قوم کی جگہ دوسری قوم اٹھتی ہے تو اُس کے لیے سابقہ قوم کے زوال میں کافی رہنمائی موجود ہوتی ہے۔ وہ جان سکتی ہے کہ فکر و عمل کی کن غلطیوں نے اُسے برباد کیا۔ جس بالا تر قوت نے اُسے ہلاک کیا تھا وہ ایسی غلطیاں کرنے پر اسے بھی تباہ کر سکتی ہے۔ ہلاک ہونے والی سابقہ قوموں کا جرم یہ تھا کہ اُنہوں نے عہدِ الست کا پاس نہ کیا۔ اس عہد کے وقت اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی ارواح سے پوچھا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا تھا کہ آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ اس عہد کی وجہ سے توحید کی معرفت اُن کے باطن میں جاگزیں کر دی گئی تھی لیکن اُنہوں نے پھر بھی شرک کر کے عہدِ الست کی خلاف ورزی کی اور اُن کی اکثریت نافرمان ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توحید پر کاربند رہنے اور اپنی نافرمانی کی ہر صورت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰۳ تا ۱۰۸

حضرت موسیٰؑ کے فرعون سے مطالبات

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِم مُّوسٰى بِآٰیٰتِنَا	پھر ہم نے بھیجا اُن کے بعد موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ
اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ مَلٰٓئِهٖ	فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف
فَظَلَمُوْا بِهَا۟	تو اُنہوں نے ظلم کیا اُن (نشانیوں) کے ساتھ
فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾	سو دیکھو کیسا ہوا فساد پھیلانے والوں کا انجام؟
وَقَالَ مُّوسٰى یٰۤفِرْعَوْنُ	اور فرمایا موسیٰؑ نے اے فرعون!

إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٣﴾	بلاشبہ میں رسول ہوں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے
حَقِيقٌ عَلَىٰ أَن لَّا أَقُولُ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ	واجب ہے مجھ پر کہ نہ کہوں اللہ کے بارے میں مگر حق
قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ	یقیناً میں لایا ہوں تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے
فَارْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٠٤﴾	پس بھیج دو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو۔
قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَآتِ بِهَا	کہا فرعون نے اگر تم لائے ہو کوئی نشانی تو پیش کرو اسے
إِن كُنتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿١٠٥﴾	اگر تم سچوں میں سے ہو۔
فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ	تو ڈال دیا موسیٰؑ نے اپنا عصا
فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٦﴾	سو فوراً وہ تھا واضح اژدہا۔
وَنَزَعَ يَدَهُ	اور نکالا اپنا ہاتھ (گر بیان سے)
فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنّٰظِرِينَ ﴿١٠٧﴾	تو وہ یکایک سفید چمکنے والا تھا دیکھنے والوں کے لیے۔

۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷

ان آیات میں حضرت موسیٰؑ کے فرعون کے سامنے پیش کیے گئے دو مطالبات کا ذکر ہے۔ اُن کا پہلا مطالبہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پر اُس کی توحید کے ساتھ ایمان لے آؤ اور مجھے اللہ کا رسول تسلیم کر لو۔ دوسرا مطالبہ یہ کہ میری قوم بنی اسرائیل کو آزاد کر کے میرے ساتھ فلسطین بھیج دو۔ فرعون نے یہ مطالبات تسلیم کرنے کے بجائے حضرت موسیٰؑ سے اپنی رسالت کا ثبوت پیش کرنے کا تقاضا کیا۔ آپؑ نے اپنا عصا زمین پر پھینکا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فوراً اژدہا بن گیا۔ پھر اپنا ہاتھ گر بیان میں ڈال کر باہر نکالا تو وہ

انتہائی روشن ہو کر چمک رہا تھا۔ فرعون اور اُس کے سرداروں نے ان معجزات کے ساتھ ظلم کیا یعنی انہیں جادو کے شعبہ سے قرار دے دیا۔

آیات ۱۰۹ تا ۱۱۴

دنیا داروں اور اللہ والوں کا فرق

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ	کہا سرداروں نے فرعون کی قوم میں سے
إِنَّ هَذَا لَسِحْرٌ عَلِيمٌ ﴿۱۰۹﴾	بے شک یہ تو واقعی بڑا ماہر جادو گر ہے۔
يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ	وہ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہاری سر زمین سے
فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿۱۱۰﴾	تو اب تم کیا مشورہ دیتے ہو؟
قَالُوا أَرْجِهْ وَ أَخَاهُ	کہنے لگے سردار (فرعون سے) ابھی چھوڑے رکھو اسے اور اس کے بھائی کو
وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿۱۱۱﴾	اور بھیجو شہروں میں جمع کرنے والے۔
يَأْتُوكَ بِكُلِّ سِحْرِ عَلِيمٍ ﴿۱۱۲﴾	وہ لے آئیں تمہارے پاس ہر ماہر جادو گر کو۔
وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ	اور آئے جادو گر فرعون کے پاس
قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا	کہنے لگے یقیناً ہمارے لیے ضرور کوئی صلہ ہوگا
إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ﴿۱۱۳﴾	اگر ہم ہی ہوئے غالب۔
قَالَ نَعَمْ	کہا فرعون نے جی ہاں!

وَأَنْتُمْ لِمَنِ الْمُقَرَّبِينَ ﴿۱۱۳﴾

اور بلاشبہ تم یقیناً ہو جاؤ گے قریبی سرداروں میں سے۔

حضرت موسیٰؑ کی طرف سے پیش کردہ معجزات نے فرعون اور اُس کے سرداروں پر خوف طاری کر دیا۔ اُنہوں نے بہتان لگایا کہ موسیٰؑ جادو کے فن میں مہارت حاصل کر کے آئے ہیں اور اس کے ذریعہ ہماری سر زمین پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ باہمی مشورہ کے بعد اُنہوں نے تمام شہروں سے ماہر جادو گروں کو بلانے اور حضرت موسیٰؑ کے ساتھ اُن کا مقابلہ کرانے کا فیصلہ کیا۔ جادو گروں نے آکر فرعون سے پوچھا کہ اگر ہم غالب آگئے تو ہمیں کیا انعام ملے گا؟ فرعون نے کہا کہ میں تمہیں اپنے خاص مقربین میں شامل کر لوں گا۔ غور کیجئے دنیا داروں نے آتے ہی معاوضے کا مطالبہ کیا جبکہ حضرت موسیٰؑ نے فرعون اور اُس کے سرداروں کی خیر خواہی چاہی لیکن کسی ذاتی مفاد کے طلب گار نہ ہوئے۔ دنیا دار جو کچھ کرتے ہیں، اپنے پیٹ کی خاطر کرتے ہیں اور یہی اُن کا مقصود ہوتا ہے جبکہ انبیاء کرامؑ ہمیشہ اپنی قوم سے یہی کہتے رہے کہ ”ہم تم سے کچھ نہیں مانگتے، ہمارا جبر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔“

آیات تا

حضرت موسیٰؑ کا جادو گروں سے مقابلہ

قَالُوا يَهُوسُفُ	کہا جادو گروں نے اے موسیٰؑ!
إِمَّا أَنْ تُتْلَىٰ وَامَّا أَنْ نَكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ﴿۱۱۵﴾	یا تو تم ڈالو یا ہم ہی ہوں گے پہلے ڈالنے والے۔
قَالَ الْقَوْمُ	فرمایا موسیٰؑ نے تم ڈالو
فَلَبَّأَ الْقَوْمُ	پھر جب اُنہوں نے ڈال دیں (لاٹھیاں اور رسیاں)
سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ	جادو کر دیا لوگوں کی آنکھوں پر
وَأَسْتَرُوهُمْ	اور ڈرا دیا انہیں

وَجَاءُ وَبِسِحْرِ عَظِيمٍ ۝۱۶	اور وہ لائے تھے بہت بڑا جادو۔
وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰی	اور ہم نے وحی کیا موسیٰؑ کی طرف
اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ	کہ ڈالو اپنا عصا
فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ ۝۱۷	تو وہ فوراً نکلنے لگا اُس فریب کو جو وہ بنا رہے تھے۔
فَوَقَعَ الْحَقُّ	پس ثابت ہو گیا حق
وَبَطَلَ مَا كَانُوۡا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۸	اور باطل ہو گیا جو کچھ وہ کر رہے تھے۔
فَغُلِبُوۡا هُنَا لَكَ	تو وہ مغلوب ہو گئے وہاں
وَاَنْقَلَبُوۡا صٰغِرِيۡنَ ۝۱۹	اور لوٹے ذلیل ہو کر۔
وَالْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيۡنَ	اور گرا دیئے گئے جادو گر سجدے میں
قَالُوۡا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيۡنَ ۝۲۰	پکار اُٹھے ہم ایمان لے آئے سارے جہانوں کے رب پر۔
رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوۡنَ ۝۲۱	موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب پر۔

ان آیات میں حضرت موسیٰؑ اور جادو گروں کے درمیان مقابلہ کی تفصیل بیان ہوئی۔ جادو گروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں حضرت موسیٰؑ کی طرف پھینکیں اور لوگوں کی آنکھوں پر اس طرح جادو کیا کہ وہ سب محسوس کرنے لگے کہ لاٹھیاں اور رسیاں سانپوں کی طرح چل رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو عصا پھینکنے کا حکم دیا۔ عصا نے ایک بہت بڑے حقیقی اثر دھمے کی صورت اختیار کر لی اور وہ جادو گروں کی لاٹھیاں اور رسیاں نکل گیا۔ جادو گر ہار گئے اور حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔ جادو گر پہچان گئے کہ حضرت موسیٰؑ کا عصا حقیقی اثر دھا بن گیا ہے اور جادو کے ذریعہ ایسا نہیں کیا جاسکتا۔ اُن پر حق واضح

ہو گیا، وہ بے اختیار سجدے میں گر گئے اور پکار اُٹھے کہ ہم تمام جہانوں کے اُس رب پر ایمان لے آئے جس پر ایمان لانے کی دعوت حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارون دے رہے ہیں۔ یہ گویا فرعون کی ربوبیت کے دعویٰ کا انکار تھا۔

آیات تا

فرعون کی دھمکی اور نو مسلموں کی استقامت

قَالَ فِرْعَوْنُ اَمَنْتُمْ بِهِ	کہا فرعون نے تم ایمان لے آئے ہو اس پر
قَبْلَ اَنْ اُذِنَ لَكُمْ	اس سے پہلے کہ میں اجازت دیتا تمہیں
اِنَّ هَذَا لَكُم مَّكَرٌ مُّمُوهُ فِي الْمَدِيْنَةِ	بے شک یہ ایک چال ہے جو تم نے چلی ہے شہر میں
لِتُخْرِجُوا مِنْهَا اَهْلَهَا	تاکہ تم نکال دو اس شہر سے اس کے رہنے والوں کو
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳۳	تو عنقریب تم جان لو گے۔
لَا قِطْعَنَ اَيْدِيكُمْ وَاَرْجُلُكُمْ مِّنْ خِلَافٍ	یقیناً میں ضرور بری طرح سے کاٹ دوں گا تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرفوں سے
ثُمَّ لَا صِلٰبَ لَكُمْ اَجْعَلِيْنَ ۝۳۴	پھر یقیناً میں ضرور صلیب پر لٹکاؤں گا تم سب کے سب کو۔
قَالُوْا	کہا جادو گروں نے
اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝۳۵	بے شک ہم اپنے رب ہی کی طرف پلٹنے والے ہیں۔
وَمَا تَنْقِمُ مِنَّا	اور تو بدلہ نہیں لے رہا ہم سے
اِلَّا اَنْ اَمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا	مگر اس کا کہ ہم ایمان لائے اپنے رب کی آیات پر

لَمَّا جَاءَنَا	جب وہ آئیں ہمارے پاس
رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا	اے ہمارے رب! انڈیل دے ہم پر صبر
وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۝	اور وفات دے ہمیں اس حال میں کہ ہم فرمانبردار ہوں۔

جادو گروں کے ہار جانے اور پھر حضرت موسیٰؑ پر ایمان لے آنے سے فرعون ڈر گیا کہ اب تو میری قوم بھی موسیٰؑ کے حق پر ہونے کو تسلیم کر لے گی۔ اُس نے بڑی عیاری سے اپنی قوم کی مت ماردی۔ اُس نے جادو گروں کو یہ کہہ کر کہ تم کیوں میری اجازت سے پہلے ہی ایمان لے آئے، قوم کو یہ تاثر دیا کہ میں تو خود چاہتا تھا کہ اگر موسیٰؑ کا حق پر ہونا ثابت ہو جائے تو سب کو اُن پر ایمان لانے کی اجازت دوں گا۔ پھر اُس نے جادو گروں پر الزام لگایا کہ تم نے موسیٰؑ کے ساتھ مل کر خفیہ سازش کی ہے۔ تمہارا آپس کا مقابلہ جعلی تھا۔ تمہاری سازش کا مقصد شہر کے اصلی باشندوں کو بے دخل کر کے شہر پر قبضہ کرنا ہے۔ ان چالاکوں کے بعد اُس نے اپنی حکومت کی ہیبت طاری کرنے کے لیے جادو گروں کو بے دردی سے قتل کرنے کی دھمکی دی۔ فرعون کی یہ ساری مکاریاں ناکام ہو گئیں۔ جادو گروں نے اپنے آپ کو ہر سزا کے لیے پیش کر کے ثابت کر دیا کہ اُن کا ایمان لانا کسی سازش کا حصہ نہیں بلکہ اعترافِ حق کا نتیجہ ہے۔ ایمان کی قوت نے جادو گروں کی سیرت میں کیسا انقلاب برپا کر دیا۔ وہی جادو گر جو مقابلہ سے پہلے فرعون سے انعام و اکرام کی بھیک مانگ رہے تھے، ایمان لانے کے بعد فرعون کے تکبر کو ٹھوکر مارے ہیں اور اُس کی بدترین سزا کو خندہ پیشانی سے قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے التجا کر رہے ہیں کہ وہ فرعون کے ظلم و ستم پر انہیں صبر کی توفیق بخشے اور راہِ مستقیم پر قائم رکھے۔

آیات تا

بنی اسرائیل پر فرعون کا ظلم اور حضرت موسیٰؑ کی ایمان افروز نصیحت

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ	اور کہا سرداروں نے فرعون کی قوم میں سے
اتَذَرُ مُوسَى وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ	اے فرعون! کیا تو چھوڑے رکھے گا موسیٰ اور اُس کی قوم کو تاکہ وہ فساد پھیلائیں زمین میں
وَيَذَرَكَ وَالْهَتَكَ	اور چھوڑے رہے موسیٰ تجھے اور تیرے معبودوں کو؟
قَالَ سَنَقْتِلُ أَبْنَاءَهُمْ	کہا فرعون نے عنقریب ہم بری طرح سے قتل کریں گے ان کے بیٹوں کو
وَنَسْتَحْيِ نِسَاءَهُمْ	اور زندہ رکھیں گے ان کی عورتوں کو
وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ﴿١٢٥﴾	اور بے شک ہم ان پر غالب ہیں۔
قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ	فرمایا موسیٰ نے اپنی قوم سے
اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا	مدد مانگو اللہ سے اور صبر کرو
إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ	بلاشبہ زمین تو اللہ ہی کی ہے
يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ	وارث بناتا ہے اس کا جسے چاہے اپنے بندوں میں سے
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٢٦﴾	اور اچھا انجام پر ہیزگاروں کے لیے ہے۔
قَالُوا أَوْذَيْنَا مِنْ قَبْلُ أَنْ تَأْتِينَا	قوم نے کہا (اے موسیٰ!) ہمیں ستایا گیا اس سے پہلے کہ آپ آئے ہمارے پاس
وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا	اور اس کے بعد بھی جب آپ آچکے ہیں ہمارے پاس

قَالَ عَلَىٰ رَبِّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ	فرمایا موسیٰؑ نے قریب ہے تمہارا رب کہ وہ ہلاک کر دے تمہارے دشمن کو
وَيَسْتَخْلِفْكُمْ فِي الْاَرْضِ	اور جانشین بنادے تمہیں زمین میں
فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾	پھر ظاہر کرے کہ کیسے تم عمل کرتے ہو؟

۱۵
۳۵

جادو گروں کے ایمان لانے اور اُس ایمان پر ڈٹ جانے کی وجہ سے فرعون اور اُس کے سرداروں کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں لوگ اس پوری صورت حال سے متاثر ہو کر حضرت موسیٰؑ پر ایمان نہ لے آئیں اور ہمارے خلاف بغاوت نہ کر دیں۔ بغاوت کے امکانات کو مٹانے کے لیے فرعون نے فیصلہ کیا کہ بنی اسرائیل کے ہاں پیدا ہونے والے ہر بچے کو ذبح کر کے ان کی نسل ہی ختم کر دی جائے۔ البتہ بچیوں کو زندہ رکھا جائے تاکہ اُن سے خدمت لی جاسکے۔ ایسے میں حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور ایمان پر ڈٹے رہو۔ زمین اللہ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ البتہ آخرت کی کامیابی متقیوں کے لیے ہے۔ فرعونوں نے اسرائیلی بچوں کو ذبح کرنے کا ظلم حضرت موسیٰؑ کی ولادت کے وقت بھی کیا تھا۔ جب بنی اسرائیل کو دوبارہ ایسی سخت آزمائش میں ڈال دیا گیا تو وہ سخت پریشان ہو گئے اور حضرت موسیٰؑ سے فریاد کرنے لگے کہ تمہارے آنے سے پہلے بھی ہم پر یہی ظلم و ستم ہوتا رہا اور اب تم پر ایمان لانے کی بعد بھی ہم دوبارہ وہی ظلم و ستم سہہ رہے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے اُنہیں بشارت دی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ ظالموں کا ظلم توڑ کے رکھ دے گا، تمہیں اس سر زمین میں حکومت عطا کرے گا اور پھر تمہاری ایک دوسرے انداز سے آزمائش ہوگی۔ آج تمہاری آزمائش سختیوں اور مظالم سے ہو رہی ہے کہ تم صبر سے برداشت کرتے ہو یا نہیں پھر تمہیں حکومت عطا کر کے دیکھ گاہ کہ تم حاکم بن کر کیسے کام کرتے ہو؟

آیات تا

اللہ تعالیٰ آفات نازل کیوں فرماتا ہے؟

اور یقیناً ہم نے پکڑ کی فرعون کی قحط سالی اور پھلوں کی پیداوار میں کمی سے	وَلَقَدْ اخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَ نَقْصِ مِّنَ الثَّوْرِ
تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔	لَعَلَّهُمْ يَذْكُرُونَ ﴿۱۰﴾
تو جب آتی اُن پر خوشحالی تو کہتے ہمارا حق ہے یہ	فَاِذَا جَاءَتْهُمْ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهِ
اور اگر پہنچتی انہیں کوئی تکلیف	وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ
تو نامبار کی ٹھہراتے موسیٰؑ اور اُن کے ساتھیوں کی	يَّطَّيَّرُوْا بِمُوسٰى وَ مَن مَّعَهٗ
سن لو! بے شک اُن کی نامبار کی تو اللہ ہی کے پاس سے ہے	اِلَّا اِنَّمَا ظَنَرُوهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
اور لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔	وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾

ان آیات میں آل فرعون پر آفات کے نزول کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آفات اس لیے نازل فرمائیں تاکہ اُن کے دلوں کی سختی دور ہو، وہ عافیت کے لیے اُس کے حضور گڑ گڑائیں اور حضرت موسیٰؑ کی دعوت کی طرف متوجہ ہوں۔ بد قسمتی سے آل فرعون نے آفات سے بھی کوئی سبق نہ سیکھا۔ جب اُن پر خوشحالی ہوتی تو کہتے کہ یہ ہماری عقل مندی اور حسن تدبیر کا نتیجہ ہے، ہم اس بھلائی کے مستحق تھے۔ جب اُن پر کوئی آفت آتی اُس کا الزام حضرت موسیٰؑ اور اُن کے اصحاب کو دیتے۔ اس طرف اُن کا دھیان نہ جاتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے جرائم کی سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دلوں کی ایسی سختی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات تا

آل فرعون پر آفات کا نزول

وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ	اور کہا فرعونیوں نے (اے موسیٰ!) جو بھی تم لے آئے
لَتَسْحَرَنَا بِهَا	ہمارے پاس نشانی
فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٣٣﴾	تاکہ تم جادو کرو ہم پر اُس کے ذریعہ
فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ	تو نہیں ہیں ہم تمہاری بات ماننے والے۔
وَالْجَرَادَ	پھر بھیجا ہم نے اُن پر طوفان
وَالْقُمَّلَ	اور ٹڈی دل
وَالضَّفَادِعَ	اور گھن کے کیڑے
وَالدَّمَ	اور مینڈک
اٰيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ	اور خون
فَاَسْتَكْبَرُوا	(یہ سب) نشانیاں تھیں جدا جدا
وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿٣٤﴾	پھر بھی اُنہوں نے تکبر کیا
	اور وہ تھے مجرم لوگ۔

یہ آیات فرعونیوں کے دلوں کی سختی اور اُن کی ہٹ دھرمی کا نقشہ کھینچ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر قحط سالی اور پیداوار میں کمی کی آفات بھیجیں۔ ان آفات سے بجائے اس کے کہ اُن کے دل نرم پڑتے، کہنے لگے یہ سب جادو کا کرشمہ ہے۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ جادو میں ہر گز ایسی طاقت نہیں کہ وہ کسی علاقہ پر قحط یا خشک سالی مسلط کر سکے۔ پھر بھی وہ کہنے لگے کہ ہم پر کیسا بھی جادو کر دیا جائے ہم موسیٰؑ کی بات نہیں مانیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے اُن پر پانچ آفات نازل فرمائیں۔ پہلی آفت طوفانی بارشوں کی صورت میں تھی جس نے اُن کے معمولاتِ زندگی کو درہم برہم کر دیا۔ دوسری آفت ٹڈی دل کے حملے تھے جنہوں

نے فصلوں کو تباہ کر دیا۔ تیسری آفت وہ کھن تھا جو گوداموں میں جمع شدہ غلے کو چٹ کر گیا۔ چوتھی آفت مینڈکوں کی کثرت تھی جس نے جینا دو بھر کر دیا۔ پانچویں آفت ہر شے میں خون کی آمیزش تھی جس نے اُس شے کو ناقابل استعمال بنا دیا۔ ان آفات نے بھی فرعونوں پر کوئی اثر نہ ڈالا اور وہ اپنی گمراہی پر قائم رہے۔ بلاشبہ وہ بد بخت لوگ سرکش، متکبر اور عادی مجرم تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی بد بختی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات تا

آل فرعون کی وعدہ خلافی اور اس کی سزا

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ	اور جب آپڑتا فرعونوں پر عذاب
قَالُوا يٰمُوسٰى اَدْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عٰهَدَ عِنْدَكَ	تو کہتے اے موسیٰ! دعا کرو ہمارے لیے اپنے رب سے اُس عہد کے واسطے سے جو اُس نے کر رکھا ہے تم سے
لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ	اگر تم ہٹا دو گے ہم سے یہ عذاب
لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ	تو ہم ضرور تمہاری بات مان لیں گے
وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرٰٓءِیْلَ ﴿۱۳۲﴾	اور ضرور بھیج دیں گے تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔
فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الرِّجْزَ	پھر جب ہم دور کر دیتے اُن سے عذاب
إِلٰی اَجَلٍ هُمْ بَلِغُوْهُ	ایک ایسی مدت تک وہ پہنچنے والے تھے جس کو
اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۳﴾	تو فوراً ہی وہ توڑ دیتے تھے عہد۔
فَاَنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ	تو ہم نے انتقام لیا اُن سے

فَاَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ	پھر ہم نے غرق کر دیا انہیں دریا میں
بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا	اس وجہ سے کہ انہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
وَكَانُوا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۳۶﴾	اور وہ تھے اُن سے لاپرواہی کرنے والے۔

فرعونیوں پر جب کوئی عذاب آتا تو حضرت موسیٰؑ سے دعا کے لیے التجا کرتے۔ کہتے آپ کی دعا ضرور قبول ہوگی کیونکہ آپ کے رب نے اس کا آپ سے عہد کر رکھا ہے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر آپ کی دعا سے ہم پر سے عذاب ٹل گیا تو پھر ہم بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔ البتہ ہر بار جیسے ہی آفت ٹل جاتی، وہ اپنے وعدے سے پھر جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس وعدہ خلافی اور آفاقی نشانیوں سے لاپرواہی کی سزا دی۔ فرعون کو اُس کے لشکر سمیت دریا میں غرق کر دیا اور رہتی دنیا تک نشانِ عبرت بنا دیا۔

آیت

بنی اسرائیل کے لیے صبر و برداشت کا انعام

وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ	اور ہم نے وارث بنا دیا اُن لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے
مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا الَّتِي بَرَكْنَا فِيْهَا	اُس زمین کے مشرق و مغرب کا کہ ہم نے برکت رکھی تھی جس میں
وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ	اور پوری ہو گئی تمہارے رب کی بہترین بات بنی اسرائیل پر
بِمَا صَبَرُوْا	اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا

اور ہم نے برباد کر دیا اُسے جو کاریگری کیا کرتا تھا فرعون اور اُس کی قوم	وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ
اور (برباد کر دیں) جو وہ عمارات بلند کیا کرتے تھے۔	وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿۱۳۵﴾

اس آیت میں بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے انعام کا ذکر ہے۔ بنی اسرائیل نے فرعونوں کے ظلم و ستم برداشت کیے اور ایمان پر ثابت قدم رہے۔ اب اُن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے اپنا وہ اچھا وعدہ پورا کر دیا جو اُس نے حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ اُن سے کیا تھا کہ "قرب ہے تمہارا رب کہ وہ ہلاک کر دے تمہارے دشمن کو اور جانشین بنادے تمہیں زمین میں پھر دیکھے کہ کیسے تم عمل کرتے ہو؟" اب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ایک ایسی سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنادیا جس میں اُس نے برکات رکھی ہیں۔ قرآن حکیم میں برکت والی سرزمین فلسطین کو قرار دیا گیا ہے۔ اس کی ظاہری برکات تو یہ ہیں کہ یہ علاقہ نہایت سرسبز و شاداب، خوش منظر اور زرخیز ہے۔ باطنی برکات یہ ہیں کہ یہ ملک بہت سے انبیاء کا مسکن مرکز تبلیغ اور مدفن ہے۔ حضرت یوشع بن نونؑ اور بعد ازاں حضرت طالوت کی قیادت میں جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ بنی اسرائیل نے یہ سرزمین فتح کی اور اس کے وارث بن گئے۔

آیات تا

اَن دیکھے معبود کی عبادت سے انکار

اور ہم نے پار اتارا بنی اسرائیل کو دریا کے	وَجُوزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ
تو وہ آئے ایسے لوگوں کے پاس جو پوجنے میں مگن تھے اپنے بتوں کو	فَاتَوَّأ عَلَى قَوْمٍ يَّعْكُفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَهُمْ
کہنے لگے بنی اسرائیل اے موسیٰؑ!	قَالُوا يٰمُوسَىٰ

اجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمُ اِلٰهَةٌ	بنادو ہمارے لیے ایسا ہی معبود جیسے ان کے معبود ہیں
قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝۱۳۸	فرمایا موسیٰؑ نے بے شک تم لوگ جہالت کی بات کر رہے ہو۔
اِنَّ هٰؤُلَاءِ مُتَبَرِّءٌ مَّا هُمْ فِيْهِ	بے شک یہ لوگ، تباہ کیا جانے والا ہے وہ کام جس میں وہ لگے ہوئے ہیں
وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۳۹	اور باطل ہے جو کچھ وہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔
قَالَ اَغَيَّرَ اللّٰهُ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا	فرمایا موسیٰؑ نے کیا اللہ کے سوا میں تلاش کروں تمہارے لیے کوئی اور معبود؟
وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۴۰	حالانکہ اُسی نے فضیلت دی ہے تمہیں تمام جہان والوں پر۔
وَ اِذْ اَنْجَيْنَاكُمْ مِّنْ اِلٍ فِرْعَوْنَ	اور یاد کرو جب نجات دی ہم نے تمہیں فرعونوں سے
یَسُوْمُوْكُمْ سُوْءَ الْعٰذَابِ	وہ پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب
یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَاءَكُمْ	بری طرح قتل کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو
وَ یَسْتَحِبُّوْنَ نِسَاءَكُمْ	اور زندہ رکھتے تھے تمہاری عورتوں کو
وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ۝۱۴۱	اور اس میں آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی۔

آلِ فرعون کی غلامی سے نجات پانے کے بعد بنی اسرائیل کا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جو اپنے بتوں کی پوجا کر رہی تھی۔ انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے درخواست کی کہ ہمارے لیے بھی اسی طرح کا معبود طے کر دیں جسے دیکھا جاسکتا ہو۔ بلاشبہ ان دیکھے معبود کی عبادت لوگوں کے لیے آسان نہیں رہی بقول اقبال ۷۔

کبھی اے حقیقتِ منتظر! نظر آلباسِ مجاز میں
ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

اور

خو گر پیکرِ محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی اُن دیکھے خدا کو کیونکر

حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو سخت الفاظ میں ملامت کرتے ہوئے فرمایا کہ تم معبودِ حقیقی کو چھوڑ کر معبودِ انِ باطل کی پوجا کرنا چاہتے ہو حالانکہ معبودِ حقیقی نے تمہیں تمام جہان والوں پر فضیلت دی ہے۔ اُسی نے تمہیں اُس فرعون کے ظلم و ستم سے بچایا جو تمہارے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور بچیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ تمہاری یہ روش انتہائی ناشکری اور بے وفائی کا مظہر ہے۔

آیات تا

اللہ تعالیٰ کے دیدار کی خواہش

وَاَعَدْنَا مُوسٰی ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً	اور ہم نے میعاد مقرر کی موسیٰؑ سے تیس راتوں کی
وَاَتَمَمْنٰهَا بِعَشْرِ	اور پورا کیا اُسے مزید دس راتوں سے
فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهٖ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً	تو پوری ہو گئی اُن کے رب کی مقرر مدت چالیس راتوں کی

وَقَالَ مُوسَى لِأَخِيهِ هَارُونَ	اور فرمایا تھا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے
اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي	میری نیابت کرنا میری قوم میں
وَأَصْلِحْ	اور اصلاح کرتے رہنا
وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٣٦﴾	اور پیروی نہ کرنا فساد کرنے والوں کے راستے کی۔
وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا	اور جب آئے موسیٰ ہمارے مقرر کیے وقت پر
وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ	اور گفتگو کی اُن سے اُن کے رب نے
قَالَ رَبِّ ارِنِي أَنْظُرَ إِلَيْكَ	عرض کرنے لگے اے میرے رب! دکھا مجھے (جلوہ) تاکہ میں دیکھوں تیری طرف
قَالَ كُنْ تَرَانِي	فرمایا اللہ نے تم ہر گز نہیں دیکھ سکتے مجھے
وَلَكِنْ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ	البتہ دیکھو اُس پہاڑ کی طرف
فَإِنْ اسْتَقَرَّ مَكَانُهُ	سوا گریہ ٹھہرا رہا اپنی جگہ پر
فَسَوْفَ تَرَانِي	تو تم بھی دیکھ سکو گے مجھے
فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ	پھر جب تجلی ڈالی اُن کے رب نے پہاڑ پر
جَعَلَهُ دَكَّا	تو کر دیا اُسے ریزہ ریزہ
وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا	اور گر پڑے موسیٰ بے ہوش ہو کر
فَلَمَّا أَفَاقَ	پھر جب وہ ہوش میں آئے

قَالَ سُبْحَنَكَ ثَبَّتُ إِلَيْكَ	پکار اُٹھے پاک ہے تو (اے اللہ)! میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں
وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۶﴾	اور میں سب سے پہلا ہوں ایمان لانے والوں میں۔

مصر سے ہجرت کے بعد جب بنی اسرائیل کو ایک آزاد قوم کی حیثیت حاصل ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شریعت عطا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس کے لیے حضرت موسیٰؑ کو کوہ طور پر بلایا اور چالیس روز تک روزے رکھنے، شب و روز عبادت کرنے اور تفکر و تدبر کرنے کی ریاضت سے گزارا۔ اس ریاضت کا مقصد یہ تھا کہ وہ روحانی طور پر اس قابل ہو جائیں کہ شریعت الہی کا نزول جذب کر سکیں۔ کوہ طور کی طرف روانہ ہوتے وقت انہوں نے اپنے بھائی حضرت ہارونؑ کو قوم میں اپنا نائب بنایا۔ انہیں قوم کی اصلاح کرنے کی ہدایت دی اور فساد یوں کی بات کو اہمیت دینے سے منع فرمایا۔ کوہ طور پر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرف ہمکلامی بخشا تو آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے اپنے رُخ انور کا دیدار کرایئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ البتہ میں اپنی تجلی پہاڑ پر ڈالتا ہوں۔ اگر پہاڑ اپنی جگہ قائم رہ گیا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو وہ پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰؑ یہ منظر دیکھ کر بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ اے اللہ! (ہم کمزور ہیں) تو پاک ہے ہر کمزوری سے، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

آیات تا

تورات کا نزول اور اُس کی افادیت

قَالَ يٰمُوسٰى	فرمایا اللہ نے اے موسیٰؑ!
اِنِّىْٓ اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلَتِىْ وَ بِكَلَامِىْ	بے شک میں نے چن لیا ہے تمہیں لوگوں پر اپنی پیغمبری اور شرف ہمکلامی کے ساتھ

فَخُذْ مَا آتَيْنَكَ	پس پکڑ لو جو میں نے دیا ہے تمہیں (شریعت میں سے)
وَ كُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿١٣٣﴾	اور ہو جاؤ شکر کرنے والوں میں سے
وَ كَتَبْنَا لَهُ فِي الْاَلْوَا حِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً	اور ہم نے لکھ دی اُن کے لیے تختیوں میں ہر چیز کی نصیحت
وَ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ	اور تفصیل ہر چیز کی
فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ	تو پکڑ لو اسے مضبوطی سے
وَ اْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا	اور حکم دو اپنی قوم کو کہ وہ بھی پکڑ لے اسے اچھی طرح سے
سَاوِرِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٣٤﴾	عنقریب میں دکھاؤں گا تمہیں نافرمانوں کا گھر۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ کی دلجوئی فرما رہے ہیں۔ اُن سے کہا جا رہا ہے کہ اگرچہ آپؑ کی دیدارِ الہی کی خواہش تو پوری نہیں کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو رسالت عطا کر کے اور شرفِ ہمکلامی عطا کر کے خاص اعزاز سے نوازا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ آپؑ کو تورات کی صورت میں شریعت جیسی عظیم نعمت دے رہا ہے۔ یہ نعمت تحریری صورت میں دی جا رہی ہے۔ اس تحریر میں درد بھری نصیحت اور شریعت کے حوالے سے تفصیلی ہدایت درج ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا تقاضا ہے کہ آپؑ اور آپؑ کی قوم تورات کی تعلیمات پر پورے جذبہ سے عمل کرے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپؑ کی قوم کو عروج دینے کے لیے اُس فلسطین پر فتح عطا فرما دے گا جہاں اس وقت فاسق لوگوں کی حکومت ہے۔ بلاشبہ کتابِ الہی پر عمل ہی سے عروج حاصل ہو سکتا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ (مسلم)

”بے شک اللہ عروج عطا فرمائے گا اس کتاب کے ذریعہ قوموں کو اور پست کر دے گا اس کتاب کو چھوڑنے کی

وجہ سے دوسروں کو۔“

آیات تا

تکبر کرنے والے کے لیے سزا

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیَتِیْ الدِّیْنِ یَتَكَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ	عنقریب میں پھیر دوں گا اپنی آیات سے اُن کو جو تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق
وَ اِنْ یَرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ	اور اگر وہ دیکھ لیں تمام نشانیاں
لَا یُؤْمِنُوْا بِهَا	ایمان نہیں لائیں گے اُن پر
وَ اِنْ یَرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ	اور اگر وہ دیکھ لیں بھلائی کا راستہ
لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا	تو نہیں بناتے اُسے اپنے لیے راستہ
وَ اِنْ یَرَوْا سَبِیْلَ الْغٰی	اور اگر وہ دیکھ لیں گمراہی کا راستہ
یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا	بنالیتے ہیں اُسے اپنے لیے راستہ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیَتِنَا	یہ اس لیے کہ بے شک اُنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
وَ کَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ﴿۳۶﴾	اور وہ تھے اُن سے لاپرواہی کرنے والے۔
وَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیَتِنَا	اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
وَ لِقَاءِ الْاٰخِرَةِ	اور آخرت کی ملاقات کو

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ	ضائع ہو گئے اُن کے اعمال
هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۴۷﴾	وہ بدلہ میں نہیں دیے جائیں گے مگر وہی جو وہ عمل کیا کرتے تھے۔

یہ آیات ایسے لوگوں کے لیے سزا بیان کر رہی ہیں جو تکبر کرتے ہیں۔ دنیا میں وہ اللہ تعالیٰ کی آیات دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں لیکن ہدایت پانے سے محروم کر دیے جاتے ہیں۔ ہدایت کا راستہ دیکھ لیں تب بھی انہیں اُسے اختیار کرنے کی توفیق نہیں ملتی اور وہ گمراہی کے راستے پر ہی چلتے رہتے ہیں۔ آخرت میں اُن کی نیکیاں برباد کر دی جائیں گی اور وہ اپنے سیاہ اعمال کا بدلہ پا کر رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر اور ایسی تمام محرومیوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات تا

پچھڑے کی پرستش

وَ اتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا اَلٰهًا خَوَّارٌ	اور بنالیا قوم موسیٰ نے اُن کے (طور پر) جانے کے بعد اپنے زیورات سے ایک پچھڑے جیسا جسم جس کی گائے جیسی آواز تھی
اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهُ لَا يَكْلِيهِمْ	کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ وہ نہ بات کر سکتا ہے اُن سے
وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا	اور نہ دکھا سکتا ہے انہیں کوئی راستہ
اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾	انہوں نے بنالیا اُسے معبود اور وہ تھے ظالم۔
وَلَبَسُوْا سِطْرًا فِىْۤ اَيْدِيْهِمْ	اور جب ڈال دی گئی (ندامت) اُن کے ہاتھوں میں (یعنی وہ نادم ہوئے)

وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا	اور اُنہوں نے دیکھا کہ بے شک وہ تو واقعی بھٹک گئے ہیں
قَالُوا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا	کہنے لگے کہ یقیناً اگر نہ رحم کیا ہم پر ہمارے رب نے
وَيَغْفِرَ لَنَا	اور نہ بخشا ہمیں
لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۳۹﴾	ہم ضرور ہو جائیں گے خسارہ پانے والوں میں سے۔

جب حضرت موسیٰؑ اللہ تعالیٰ سے شرفِ ملاقات کے لیے کوہِ طور پر تشریف لے گئے تو اُن کے پیچھے سامری نامی شخص نے لوگوں سے اُن کے زیورات لے کر پگھلائے، پچھڑے کی طرح کا ایک پتلا بنایا اور اُس کے معبود ہونے کا اعلان کر دیا۔ قوم کے کچھ افراد نے اُس پچھڑے کی مورتی کی پوجا شروع کر دی۔ اُن عقل کے اندھوں کو اتنی بات بھی سمجھ نہ آئی جو معبود اُنہوں نے گھڑ لیا ہے، جب وہ کوئی بات ہی نہیں کر سکتا تو اُن کی کیار ہنمائی کرے گا؟ حضرت ہارونؑ نے اُنہیں اس شرک سے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے۔ البتہ جلد ہی اُنہیں احساس ہو گیا کہ سامری نے اُنہیں گمراہ کر دیا ہے۔ اب وہ پشیمان ہو کر اللہ تعالیٰ سے بخشش اور رحم کی التجا کرنے لگے۔

آیات تا

پچھڑے کی پرستش پر حضرت موسیٰؑ کی ناراضگی

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسٰی اِلٰی قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسْفًا	اور جب لوٹے موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف شدید غصے میں افسوس کرتے ہوئے
قَالَ بِئْسَ مَا خَلَقْتُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ	فرمایا (اے قوم!) بہت بری جانشینی کی ہے تم نے میری میرے بعد
اَعَجَلْتُمْ اَمْرَ رَبِّکُمْ	کیا تم نے جلدی کی اپنے رب کے حکم کے (انتظار

کے (حوالے سے	
اور ڈال دیں موسیٰؑ نے تختیاں (ایک طرف)	وَالْقَى الْاُلُوَاحَ
اور پکڑ لیا سراپے بھائی کا	وَ اَخَذَ بِرَاسِ اَخِيْهِ
کھینچنے لگے اُسے اپنی طرف	يَجُرُّهُ اِلَيْهِ
کہا ہارونؑ نے اے میری ماں کے بیٹے!	قَالَ ابْنُ اُمِّ
بے شک قوم نے بے بس کر دیا تھا مجھے	اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضَعَفُوْنِيْ
اور قریب تھا کہ وہ قتل کر دیں مجھے	وَ كَادُوْا يَقْتُلُوْنِيْ
سو نہ ہنساؤ مجھ پر دشمنوں کو	فَلَا تُشَبِّهْتَنِيْ بِالْاَعْدَاءِ
اور نہ شامل کرو مجھے ظالم لوگوں کے ساتھ۔	وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾
التجاکِ موسیٰؑ نے اے میرے رب! بخش دے مجھے اور میرے بھائی کو	قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ
اور داخل فرما ہمیں اپنی رحمت میں	وَ ادْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ
اور تو ہی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔	وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّحِيْمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو کوہ طور پر آگاہ فرمادیا کہ آپؑ کی قوم نے آپؑ کے پیچھے بچھڑے کی مورتی کی پوجا شروع کر دی ہے۔ آپؑ انتہائی غصہ میں قوم کی طرف واپس تشریف لائے۔ شرک کرنے والوں کو سختی سے ڈانٹ ڈپٹ کی۔ اپنے بھائی حضرت ہارونؑ سے پوچھا کہ انہوں نے قوم کو شرک کرنے سے کیوں نہ روکا؟ انہوں نے عذر پیش کیا کہ شرک سے روکنے پر

مجرمین میرے خلاف آپ سے باہر ہو گئے اور وہ تو مجھے قتل کرنے کے درپے تھے۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی اور اپنے بھائی کی بخشش کی التجا کی اور اُس سے اپنی رحمت میں داخل کرنے کا سوال کیا۔

آیات تا

توبہ کرنے اور نہ کرنے کے نتائج

بے شک جنہوں نے معبود بنایا پھڑے کو	إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ
عنقریب پہنچے گا انہیں غضب اُن کے رب کی طرف سے	سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ
اور ذلت دنیوی زندگی میں	وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں جھوٹ گھڑنے والوں کو۔	وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿٥٦﴾
اور جنہوں نے کیے برے اعمال	وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ
پھر توبہ کی اس کے بعد اور ایمان لائے	ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَأٰمَنُوا
بے شک آپ کا رب اس کے بعد یقیناً بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥٧﴾
اور جب ٹھنڈا ہو گیا موسیٰؑ کا غصہ	وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى الْغَضَبُ
اُنہوں نے اُٹھالیا تختیوں کو	اَخَذَ الْاُلُوَاحَ
اور اُن کی تحریر میں ہدایت اور رحمت تھی	وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ

لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۵۴﴾

اُن کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ جن لوگوں نے پھڑپھڑے کو معبود بنایا انہیں عنقریب دنیا کی ذلت اور آخرت کے عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔ دنیا کی ذلت اس طرح پہنچی کہ انہیں مرتد قرار دے کر قتل کر دینے کا حکم دیا گیا۔ دنیا کی ذلت دیکھنے کے باوجود اگر وہ اپنے کیے پر نادم نہ ہوئے تو پھر وہ آخرت کی سزا بھی بھگتیں گے۔ البتہ جو لوگ اپنے کیے پر اظہارِ ندامت اور توبہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کے حق میں شانِ رحیمی و غفوری ظاہر فرمائے گا۔ یہ اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے شانِ رحیمی کی ہی ایک صورت تھی کہ انہیں تورات عطا کی گئی جس کی تعلیمات اُن کے لیے روحانی سکون، معاشرتی چین اور ہر معاملہ میں متوازن رہنمائی کا مظہر تھیں۔

آیات تا

حضرت موسیٰؑ کی دعا اور اللہ تعالیٰ کا جواب

اور چنے موسیٰؑ نے اپنی قوم سے ستر آدمی ہمارے مقررہ وقت کے لیے	وَ اخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا
پھر جب پکڑ لیا انہیں زلزلے نے	فَلَمَّا اَخَذْتَهُمُ الرَّجْفَةُ
عرض کی موسیٰؑ نے اے میرے رب! اگر تو چاہتا	قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ
ہلاک کر دیتا انہیں اس سے پہلے اور مجھے بھی	اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَاىَ
کیا تو ہلاک کرتا ہے ہمیں اُس کی وجہ سے جو کام کیا ہے کچھ احمقوں نے ہم میں سے	اَتَهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا
نہیں ہے یہ مگر تیری آزمائش	اِنَّ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ
تو گمراہ کرتا ہے اس سے جسے چاہتا ہے	نُضِلُّ بِهَا مِّنْ تَشَاءُ

وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ	اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے
اَنْتَ وَلِيْنَا	تو ہمارا کارساز ہے
فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا	پس بخش دے ہمیں اور رحم فرما ہم پر
وَ اَنْتَ خَيْرُ الْغَفِرِيْنَ ﴿۵۵﴾	اور تو بہترین بخشنے والا ہے۔
وَ اَكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِى الْاٰخِرَةِ	اور لکھ دے ہمارے لیے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی
اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ	بے شک ہم نے رجوع کیا ہے تیری طرف
قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيبُ بِهٖ مَنْ اَشَاءُ	فرمایا اللہ نے جو میرا عذاب ہے، میں پہنچاتا ہوں اُسے جسے چاہتا ہوں
وَ رَحْمَتِيْٓ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ	اور جو میری رحمت ہے وہ گھیرے ہوئے ہے ہر چیز کو
فَسَا كُتِبَہَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ	پس عنقریب میں لکھ دوں گا اُسے اُن لوگوں کے لیے جو
وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	اور دیتے ہیں زکوٰۃ
وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۶﴾	اور جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔

ان آیات میں اُس واقعہ کا بیان ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے سامنے تورات کی تعلیمات پیش کیں تو انہوں نے آپؑ پر عدم اعتماد کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں کیسے یقین آئے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے؟ اُن کو اطمینان دلانے کے لیے آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور رہنمائی مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قوم کے چند منتخب آدمیوں کو کوہ طور پر لے آئیں۔ ہم آپؑ کو اپنا کلام

سنائیں گے تو انہیں بھی ہمارے کلام کے بارے میں یقین آجائے گا۔ حضرت موسیٰؑ ستر منتخب آدمیوں کو کوہ طور پر لے گئے۔ وہاں جا کر وہ کہنے لگے ہم تو اُس وقت یقین کریں گے جب اللہ تعالیٰ کو بالکل سامنے دیکھ لیں۔ اس طرح سے ضد کرنے پر اللہ تعالیٰ نے انہیں سزا دی۔ آسمانی بجلی اور زمینی زلزلہ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے اُن کے لیے معافی طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعا قبول فرماتے ہوئے انہیں پھر سے زندہ کر دیا۔ جب حضرت موسیٰؑ نے محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت دعا قبول فرمانے کی شان میں ہے تو عرض کیا کہ اے اللہ! ہمارے لیے دنیا و آخرت میں بھلائی لکھ دے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ارشاد ہوا کہ میری رحمت تو ہر مخلوق کے شامل حال ہے۔ البتہ رحمت خاص یعنی آخرت میں رحمت اُن کو عطا کروں گا جو میری نافرمانی سے بچتے ہیں، میری راہ میں مال خرچ کرتے ہیں اور جو میری آیات پر دل و جان سے گہرا ایمان یعنی یقین رکھتے ہیں۔

آیت

اتَّبِعِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَامِيدَانِ اور آپ ﷺ سے تعلق کی بنیادیں

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ	جو لوگ پیروی کرتے ہیں اُس رسولؐ کی جو امی نبی ہیں
الَّذِي يَجِدُ وَنَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ	ایسے نبیؐ کہ وہ پاتے ہیں اُن کا ذکر لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں
يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ	وہ حکم دیتے ہیں انہیں نیکی کا
وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ	اور روکتے ہیں انہیں برائی سے
وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ	حلال ٹھہراتے ہیں اُن کے لیے پاکیزہ چیزیں
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ	اور حرام کرتے ہیں اُن پر ناپاک چیزیں

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اَصْرَهُمْ	اور اُتارتے ہیں اُن سے اُن کے بوجھ
وَالْاَغْلَالِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ	اور وہ طوق جو جکڑے ہوئے تھے انہیں
فَالَّذِينَ اٰمَنُوا بِهِ	تو جو لوگ ایمان لائے اُن پر
وَعَزَّوْهُ	اور تعظیم کی اُن کی
وَنَصَرُوهُ	اور مدد کی اُن کی
وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي اُنْزِلَ مَعَهُ	اور پیروی کی اُس نور کی جو اُتارا گیا اُن کے ساتھ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥٩﴾	وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

۱۹

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری رحمتِ خاص اُن کے لیے ہے جو نبی اکرم ﷺ کا اتباع کریں۔ اتباع کے حوالے سے

آپ ﷺ کی تین شانوں کو نمایاں کیا گیا:

۱. نیکی کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا۔

۲. پاکیزہ چیزوں کو حلال کرنا اور خبیث چیزوں کو حرام ٹھہرانا۔

۳. بدعات، توہمات اور ظالمانہ نظام کے بوجھِ نوعِ انسانی سے دور کرنا۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ وہی لوگ فلاح پائیں گے جو آپ ﷺ کے تعلق کی درج ذیل شرائط پوری کریں:

۱. آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔

۲. آپ ﷺ کا ادب و احترام اور توقیر و تعظیم کریں۔

۳. خدمتِ دین کے مشن میں آپ ﷺ کے دست و بازو بنیں۔

۴. جو نورِ قرآن آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے اُس کی پیروی کریں۔

آیت

نبی اکرم ﷺ آخری نبی اور کامل رسول ہیں

اے نبی! فرمادیتجئے اے لوگو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف	قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا
وہ اللہ جس کے لیے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی	الَّذِیْ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
نہیں کوئی معبود سوائے اُس کے	لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے	یُّحْیِیْ وَیُمِیْتُ
پس ایمان لاؤ اللہ پر	فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ
اور اُس کے رسول ﷺ پر جو امی نبی ہیں	وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاَدْنٰی
جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر	الَّذِیْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ
اور اُس کے سب کلاموں پر	وَکَلِمَتِهِ
اور پیروی کرو اُن کی تاکہ تم ہدایت پاؤ۔	وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۸﴾

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ اعلان فرمادیں کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ آپ ﷺ واحد رسول ہیں جن کی رسالت تمام انسانوں کے لیے، زمین کے تمام خطوں کے لیے اور قیامت تک آنے والے تمام زمانوں کے لیے ہے۔ آپ ﷺ کے بعد اب کسی نبی یا رسول کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ گویا آپ ﷺ آخری نبی

ہیں اور رسولِ کامل ہیں۔ اب دنیا کے تمام انسانوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ آپ ﷺ پر نہ صرف ایمان لائیں بلکہ آپ ﷺ کی پیروی بھی کریں۔ ایسا کرنے ہی سے انہیں ہدایت ملے گی اور ابدی کامیابی بھی۔

آیت

ہر معاشرے میں ایک گروہ اہل حق کا ہوتا ہے

اور موسیٰ کی قوم میں ایک کچھ لوگ ہیں جو رہنمائی کرتے ہیں حق کے ساتھ	وَمِنْ قَوْمٍ مُّوسَىٰ أُمَّةٌ يَّهْدُونَ بِالْحَقِّ
اور اسی حق کے ساتھ وہ عدل کرتے ہیں۔	وَبِهِ يَّعْدِلُونَ ﴿١٥٩﴾

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ اگرچہ بنی اسرائیل کی اکثریت فاسق رہی ہے لیکن ان میں ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہا ہے جو حق کی پیروی اور تبلیغ کرتا ہے اور اپنے معاملات کے فیصلے اسی کے مطابق کرتا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے تورات و انجیل کے زمانہ میں ان کی ہدایات پر عمل کیا۔ پھر جب خاتم الانبیاء ﷺ آئے تو تورات و انجیل کی بشارت کی روشنی میں آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی پیروی کی۔ اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ رہنمائی عطا فرما رہا ہے کہ سرکش اور بگڑی ہوئی قوموں میں ایک گروہ صالحین کا موجود ہوتا ہے۔ دیانت داری کا تقاضا ہے کہ جب کسی قوم کے سرکشوں کی مذمت کی جائے تو وہیں ان کے صالحین کی تحسین بھی کی جائے۔

آیت

صحراء میں بنیادی ضروریات کی معجزانہ فراہمی

اور ہم نے بانٹ دیا انہیں بارہ قبیلوں میں جو الگ الگ نسلیں ہیں	وَقَطَّعْنَهُمْ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا
---	---

وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوسٰى	اور ہم نے وحی کیا موسیٰ کی طرف
اِذْ اَسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗ	جب پانی مانگا اُن سے اُن کی قوم نے
اِنْ اَضْرَبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ	کہ مارو اپنی لاٹھی سے اس پتھر کو
فَاَنْبَجَسَتْ مِنْهُ اِثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا	تو پھوٹ نکلے اُس میں سے بارہ چشمے
قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرِبَهُمْ	پہچان لیا ہر ایک گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ
وَزَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ	اور ہم نے سایہ کیا اُن پر بادلوں کا
وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّٰى وَالسَّلْوٰى	اور ہم نے اتارا اُن پر من اور سلویٰ
كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ	کھاؤ ان پاک چیزوں میں سے جو ہم نے دی ہیں تمہیں
وَمَا ظَلَمُوْنَا	اور نہیں ظلم کیا انہوں نے ہم پر
وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿١٦﴾	بلکہ وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

حضرت اسرائیل یعنی یعقوبؑ کو اللہ تعالیٰ نے بارہ بیٹے عطا کیے تھے۔ ان بار بیٹوں کی نسل سے بارہ قبیلے وجود میں آ گئے جو بنی اسرائیل کہلائے۔ جب یہ فرعون کی غلامی سے نجات پا کر صحراء سیناء میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معجزانہ طور پر بنیادی ضروریات فراہم کیں۔ بارہ قبیلوں کے لیے ایک پتھر سے پانی کے بارہ چشمے جاری کر دیے۔ سورج کی تمازت سے بچانے کے لیے بادلوں کو اُن پر مسلسل سائبان بنا دیا۔ من و سلویٰ کی صورت میں انہیں بہترین خوراک فراہم کی۔ بنی اسرائیل کی بد نصیبی کہ انہوں نے ان نعمتوں کی ناشکری کی اور پھر نعمتوں سے محروم کر دیے گئے۔ ناشکری کر کے انہوں نے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اپنا ہی نقصان کیا۔

آیات تا بنی اسرائیل کی ناشکری

وَإِذْ قِيلَ لَهُمْ اسْكُنُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ	اور جب کہا گیا کہ انہیں آباد ہو جاؤ اس شہر میں
وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ	اور کھاؤ اس میں سے جہاں سے تم چاہو
وَقُولُوا حِطَّةٌ	اور کہو بخش دے ہمیں
وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا	اور داخل ہو دو دروازہ سے جھکتے ہوئے
نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ	ہم بخش دیں گے تمہاری خطائیں
سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٦١﴾	مزید نوازیں گے نیکی کرنے والوں کو۔
فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا	پھر بدل دیا ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا تھا ان میں سے بات کو
غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ	برخلاف اُس بات کے جو کہی گئی اُن سے
فَارْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ	تو ہم نے بھیجا ان پر عذاب آسمان سے
بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿١٦٢﴾	اس وجہ سے کہ وہ ظلم کیا کرتے تھے۔

بِ

ان آیات میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فاتح کی حیثیت سے ایک شہر میں داخل ہونے کا اعزاز عطا کیا۔ بخشش کی دعا مانگنے پر بخشش کی بشارت دی گئی۔ انہیں تلقین کی گئی کہ شہر میں اکڑتے ہوئے نہیں بلکہ عاجزی کے ساتھ داخل ہونا۔ بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی کی۔ شہر میں بڑے تکبر کے ساتھ داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے بجائے

کہنے لگے کہ ہم من و سلویٰ کھا کھا کر اکتا گئے ہیں، ہمیں گندم دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کی اس ناقدری کی سزا کے طور پر انہیں دردناک عذاب سے دوچار کیا۔

آیات تا

برائیوں سے روکنا کیوں ضروری ہے؟

وَسَأَلَهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ	اور پوچھو ان سے حال اُس بستی کا جو آباد تھی دریائے کنارے
اِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ	جب وہ حد سے بڑھنے لگے ہفتے کے دن کے حکم میں
اِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَعًا	جب آیا کرتیں ان کے پاس ان کی مچھلیاں ان کے ہفتے کے دن پانی پر تیرتی ہوئیں
وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ	اور جس روز ہفتہ نہ ہوتا وہ نہ آتیں ان کے پاس
كَذَلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٣﴾	اسی طرح ہم آزماتے تھے انہیں اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔
وَإِذْ قَالَتْ أُمَةٌ مِّنْهُمْ	اور جب کہا ایک گروہ نے ان میں سے
لِمَ تَعْظُونَ قَوْمًا لَّهِ مُهِلِكُهُمْ	تم کیوں نصیحت کرتے ہو اُس قوم کو، اللہ ہلاک کرنے والا ہے جنہیں
أَوْ مَعَذِبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ	یا عذاب دینے والا ہے انہیں سخت عذاب؟
قَالُوا مَعَذَرَةَ إِلَىٰ رَبِّكُم	کہنے لگے عذر پیش کرنے کے لیے تمہارے رب کے

سامنے	
اور شاید کہ وہ پرہیزگاری اختیار کریں۔	وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۱۳﴾

یہ آیات اصحابِ سبت کی داستان بیان کر رہی ہیں۔ اُن کا تعلق بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ سے تھا جو ایک دریا کے کنارے آباد تھا۔ اس قبیلہ کی گزراوقات مچھلیوں کے شکار پر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جب بنی اسرائیل کے لیے سبت یعنی ہفتہ کا دن عبادت کے لیے مقرر کیا تو بنی اسرائیل کے لیے اُس روز کاروبار دنیا ممنوع ہو گیا۔ اب سبت کے روز مچھلیوں کا شکار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ مچھلیوں کو بھی اس کا شعور ہو گیا اور وہ اس روز بڑی تعداد میں پانی کی سطح پر تیرتی ہوئی دکھائی دیتیں۔ اب قبیلہ میں سے ایک گروہ نے یہ حیلہ کیا کہ وہ سبت کے دن دریا کے ساتھ ساتھ گڑھے کھودتے اور دریا کے پانی کے لیے گڑھوں تک پہنچنے کا راستہ بناتے۔ پانی کے ساتھ مچھلیاں بھی گڑھوں میں آجاتیں۔ اگلے روز جا کر مچھلیاں پکڑ لیتے۔ گویا ہفتے کے روز شکار نہ کرتے لیکن عبادت کے بجائے اپنا وقت مچھلیوں کو گڑھوں میں جمع کرنے میں لگا دیتے۔ اس حیلہ ساز گروہ کو اصحابِ سبت کہا جاتا ہے۔ بستی میں ایک دوسرا گروہ صالحین کا تھا جو اصحابِ سبت کو اُن کی حیلہ سازی سے منع کرتا تھا۔ بستی میں ایک تیسرا گروہ بھی تھا جو حیلہ سازی نہیں کرتا تھا لیکن اصحابِ سبت کو اُن کی حیلہ سازی کے جرم سے روکتا بھی نہیں تھا۔ تیسرا گروہ، صالحین کو منع کرتا تھا کہ اصحابِ سبت کو وعظ و نصیحت مت کرو۔ اس سے بستی میں ایک جھگڑے کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ صالحین نے انہیں نہایت ہی ایمان افروز جواب دیا کہ ہم برائی سے اس لیے روکتے ہیں تاکہ تمہارے رب کے سامنے عذر پیش کر سکیں کہ ہم نے تو تیری نافرمانی کو برداشت نہ کیا۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نصیحت میں اثر پیدا فرمائے اور اصحابِ سبت اپنے جرم سے باز آجائیں۔

آیات تا

عذاب سے بچنے کے لیے برائیوں سے روکنا ضروری ہے

فَلَبَّاسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ	پھر جب اصحابِ سبت نے فراموش کر دی وہ بات انہیں نصیحت کی گئی تھی جس کی
---------------------------------	---

ہم نے بچالیا انہیں جو روکتے تھے برائی سے	اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْءِ
اور پکڑ لیا انہیں جنہوں نے ظلم کیا تھا برے عذاب میں	وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَّيْسٍۭ
اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے۔	بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾
پھر جب وہ حد سے گزرنے لگے اُس کام میں انہیں روکا گیا تھا جس سے	فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ
کہا ہم نے اُن سے ہو جاؤ ذلیل بندر۔	قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِیْنَ ﴿۱۶۶﴾

جب اصحابِ سبت اصلاح پر آمادہ نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بستی پر بڑا عذاب نازل کیا۔ البتہ عذاب سے وہ لوگ بچا لیے گئے جو برائی سے روکتے تھے۔ عذاب اُن پر بھی آیا جو خود برائی نہیں کرتے تھے لیکن دوسروں کو برائی سے روکتے بھی نہیں تھے۔ برائی سے نہ روکنا بھی ایک بہت بڑا جرم ہے۔ عذاب کے باوجود جب اصحابِ سبت حد سے گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی صورتیں مسخ کر دیں اور انہیں بندر بنا دیا۔

آیات تا

بنی اسرائیل پر قیامت تک عذاب کے کوڑے برستے رہیں گے

اور جب اعلان کر دیا تمہارے رب نے	وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ
وہ ضرور بھیجتا رہے گا اُن پر قیامت کے دن تک اُسے جو چکھائے گا انہیں برا عذاب	لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰی يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مِّنْ سُوْءِ الْعَذَابِ
بے شک تمہارا رب یقیناً جلد سزا دینے والا ہے	اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ

اور بے شک وہ یقیناً بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٧﴾
اور ہم نے تقسیم کر دیا انہیں زمین میں گروہوں میں	وَقَطَّعْنَهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا
اُن میں سے کچھ نیک ہیں اور اُن میں سے کچھ اور طرح کے ہیں	مِنْهُمْ الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَلِكَ
اور ہم نے آزمایا انہیں خوشحالیوں اور بد حالیوں سے	وَبَلَوْنَهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ
تاکہ وہ رجوع کریں (اللہ کی طرف)۔	لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ بنی اسرائیل میں نیک لوگ بھی تھے اور برے بھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں کبھی نعمتوں سے اور کبھی مصائب سے آزماتا رہا۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا کہ قیامت تک بنی اسرائیل کو اُن کی بد اعمالیوں کی سزا دینے کے لیے سخت گیر افراد اُن پر مسلط کیے جاتے رہیں گے جو انہیں بدترین عذاب دیں گے۔ یہ بات قرآن حکیم کی صداقت پر ایک واضح ثبوت ہے کہ تاریخ میں کوئی دور ایسا نہیں گزرا ہے جس میں یہودی قوم پر دنیا میں کہیں نہ کہیں عذاب کے کوڑے نہ برس رہے ہوں۔

آیت

کتاب کے نااہل وارث

پھر جانشین بنے اُن کے بعد وہ ناخلف جو وارث ہوئے کتاب کے	فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ
وہ لیتے ہیں مال اس کم تر دنیا کا	يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَذَا الْأَدْنَى
اور کہتے ہیں عنقریب بخش دیا جائے گا ہمیں	وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا

وَاِنْ يَّاتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهُ	اور اگر آجائے اُن کے پاس اور مال اُس جیسا
يَاْخُذُوْهُ	وہ لے لیتے ہیں اُسے بھی
اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّمَّا قَدْ كُتِبَ	کیا نہیں لیا گیا تھا اُن سے پختہ وعدہ کتاب میں
اَنْ لَا يَقُوْلُوْا عَلٰی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ	کہ وہ نہیں کہیں گے اللہ کے بارے میں مگر حق
وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ	اور اُنہوں نے پڑھ لیا ہے جو کچھ ہے کتاب میں
وَالْدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ	اور آخرت کا گھر بہتر ہے اُن کے لیے جو پرہیزگاری اختیار کریں
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦٩﴾	تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟

اس آیت میں بیان کیا گیا کہ پہلے دور کے بنی اسرائیل میں نیک بھی تھے اور فاسق بھی۔ البتہ بعد میں آنے والوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کی کتاب کی نااہل وارث ثابت ہوئی ہے۔ وہ تھوڑی سی قیمت لے کر کتاب میں تحریف کر دیتے ہیں اور لوگوں کو اُن کے من پسند فتوے دے دیتے ہیں۔ ساتھ ہی دعویٰ کرتے ہیں کہ اُنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخش دیا جائے گا کیونکہ وہ اُس کے چہیتے ہیں۔ حیرت ہے کہ یہ لوگ اپنے جرم پر اصرار کے باوجود شرمسار نہیں ہوتے بلکہ مغفرت کے امیدوار ہیں۔ حالانکہ وہ کتاب میں یہ بات پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ناحق باتیں منسوب کرنا جرمِ عظیم ہے۔ کاش وہ یہ سمجھتے کہ دنیا کے مقابلہ میں آخرت کی نعمتیں بہتر ہیں اور یہ نعمتیں اُن کے لیے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اُس کی نافرمانی سے پرہیز کرتے ہیں۔

آیت

اللہ کے محبوب بندوں کی تین صفات

وَالَّذِيْنَ يَمْسِكُوْنَ بِالْكِتٰبِ	اور جو لوگ مضبوطی سے پکڑتے ہیں کتاب
---------------------------------------	-------------------------------------

وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ	اور جنہوں نے قائم کی نماز
إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ﴿۷﴾	بے شک ہم ضائع نہیں کرتے اصلاح کرنے والوں کا اجر۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی تین صفات بیان کر رہی ہے۔ پہلی صفت یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ چٹ جاتے ہیں یعنی اُس کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ دوسری یہ کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ تیسری صفت یہ کہ وہ لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ خوشخبری دی گئی کہ ان صفات کے حامل بندوں کو اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ تینوں اوصاف عطا فرمائے۔ آمین!

آیت

طور پہاڑ کے نیچے عہد

وَإِذْ تَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ	اور جب ہم نے اٹھایا پہاڑ کو اُن کے اوپر
كَأَنَّهُ ظِلَّةٌ	گویا کہ وہ ایک سائبان تھا
وَوَضُّوْا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ	اور وہ سمجھے کہ بے شک وہ گرنے والا ہے اُن پر
خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ	پکڑ لو جو کچھ ہم نے دیا ہے تمہیں مضبوطی سے
وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ	اور یاد رکھو جو کچھ اس میں ہے
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۸﴾	تاکہ تم بچ سکو اللہ کی نافرمانی سے۔

۸

اس آیت میں بنی اسرائیل کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ بیان ہوا ہے۔ جب حضرت موسیٰؑ نے انہیں شریعت کے احکامات سنائے اور اُن پر عمل کے حوالے عہد کرنے کا مطالبہ کیا تو وہ انکار کرنے لگے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے طور پہاڑ کو زمین سے اٹھا کر فضا میں

ساتبان کی طرح اُن کے سروں پر معلق کر دیا۔ بنی اسرائیل ڈرنے لگے کہ شاید یہ پہاڑ اُن پر گر جائے گا۔ اس کیفیت میں اب اُنہوں نے شریعت پر عمل کرنے کا عہد کیا۔ اس عہد کی تفصیلات سورۃ البقرۃ آیات ۸۳ اور ۸۴ میں بیان ہوئی ہیں۔ اُنہیں حکم دیا گیا کہ وہ اس عہد کی تعلیمات کو بادر کھیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے محفوظ رہ سکیں۔

آیاتِ مَنّا

عہد الست کی یاد دہانی

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي اٰدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ	اور یاد کرو جب نکالا تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے اُن کی اولاد کو
وَاَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ اَنْفُسِهِمْ	اور گواہ بنایا خود انہیں اُن کی جانوں پر
اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ	کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب؟
قَالُوا بَلٰی شَهِدْنَا	اُنہوں نے کہا ہاں، کیوں نہیں!
شَهِدْنَا	ہم نے گواہی دی
اَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	ایسا نہ ہو کہ تم کہو قیامت کے دن
اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٤٦﴾	بے شک ہم تو اس سے بے خبر تھے۔
اَوْ تَقُولُوا	یا تم یہ کہو
اِنَّمَا اَشْرَكَ اٰبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ	بے شک شرک تو کیا تھا ہمارے آباء و اجداد نے پہلے
وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ	اور ہم تو تھے (اُن کی) اولاد اُن کے بعد

[illegible]

تو کیا تو ہلاک کرے گا ہمیں اُس کی وجہ سے جو کیا تھا باطل پرستوں نے۔	اَفْتَهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْبُطْلُونَ ﴿۱۴۲﴾
اور اسی طرح ہم واضح کرتے ہیں آیات کو	وَكَذَلِكَ نَقُصُّكَ الْاٰلِيٰتِ
اور تاکہ وہ رجوع کریں (اللہ کی طرف)۔	وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۱۴۳﴾

ان آیات میں عہدِ الست کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی نسل میں قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کی ارواح کو جمع فرمایا اور اُن سے پوچھا اَکُنْتُ بِرَبِّكُمْ؟ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کہ ہاں آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ اس عہد کی یاد دہانی اس لیے کرائی گئی تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے یہ عہد یاد ہی نہیں۔ یا پھر یہ عذر پیش کرے کہ شرک کا آغاز ہمارے باپ دادا نے کیا تھا اور ہمیں یہ جرم اُن کی طرف سے ملا تھا۔ لہذا ہمارا کوئی قصور نہیں۔ عہدِ الست کی وجہ سے توحید کی معرفت انسان کے باطن میں رکھ دی گئی ہے اور شرک کی نفی انسان اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی شرک کرتا ہے تو وہ خود مجرم ہے۔

آیات تا

خواہشات کی پیروی کرنے والے کے لیے کتے کی مثال

اور اے نبی! پڑھ کر سنائیے انہیں خبر اُس کی ہم نے دی تھیں جسے اپنی آیات	وَاطْلُ عَلَيْهِمْ نَبَا الَّذِي اْتَيْنَاهُ اٰيٰتِنَا
تو وہ نکل گیا اُن سے	فَاَنْسَلَخْ مِنْهَا
پھر پیچھے لگا اُس کے شیطان	فَاتَّبَعَهُ الشَّيْطٰنُ
سو وہ ہو گیا گمراہوں میں سے۔	فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا ذُرِّيَّةً	اور اگر ہم چاہتے ضرور بلند کرتے اُسے اُن آیات کے
وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ	اور لیکن وہ تو جھک گیا پستی کی طرف اور اُس نے پیروی کی اپنی خواہش کی
فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحِمَلَ عَلَيْهِ يَلْهَثُ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثُ	تو اُس کی مثال کتے کی مثال کی طرح ہے اگر تم حملہ کرو اُس پر تو ہانپتا ہے اور اگر تم چھوڑ دو اُسے تب بھی ہانپتا ہے
ذَلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصِصْ الْقِصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٤٦﴾	یہ اُس قوم کی مثال ہے جس نے جھٹلایا ہماری آیات کو پس اے نبی! سناتے رہیے اس طرح کا بیان شاید کہ وہ غور و فکر کریں۔
سَاءَ مَثَلًا لِّلْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَانفُسُهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿٤٧﴾	برے ہیں مثال کے لحاظ سے وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو اور وہ اپنی ہی جانوں پر وہ ظلم کرتے رہے۔
مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِى وَمَنْ يَضِلَّ	جسے ہدایت دے اللہ تو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے
فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿٤٨﴾	تو ایسے ہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔

ان آیات میں بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا ذکر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کا علم اور کرامات سے نوازا تھا۔ بد قسمتی سے اُس شخص نے خواہشات کی پیروی کی اور شیطان اُس کے پیچھے لگ گیا۔ اب وہ کردار کی ایسی پستی میں گرا کہ حرص اور لالچ میں کتے کی سطح پر پہنچ گیا۔ آگے فرمایا کہ یہ صرف بنی اسرائیل کے ایک شخص کی نہیں بلکہ پوری قوم کی مثال ہے۔ اس قوم نے اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں سے استفادہ کیا لیکن ناشکری اور نافرمانی کی آخری حدوں تک جا پہنچے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دے وہی ہدایت پر قائم و دائم رہ سکتا ہے۔ انسان خواہ ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی قربت کی نہایت اونچی بلندی پر پہنچ جائے پھر بھی گمراہی کے خطرے سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خواہشات کی پیروی اور شیطان کے حملوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت

غافل انسان جانوروں سے بدتر ہے

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ	اور یقیناً ہم نے پیدا کیے جہنم کے لیے بہت سے جن اور انسان
لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا	اُن کے دل ہیں لیکن وہ نہیں سمجھتے اُن سے
وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا	اور اُن کی آنکھیں ہیں لیکن وہ نہیں دیکھتے اُن سے
وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا	اور اُن کے کان ہیں لیکن وہ نہیں سنتے اُن سے
أُولَٰئِكَ كَانُوا لِنِعْمِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ	وہ حیوانوں کی طرح ہیں بلکہ وہ زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں
أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿٩﴾	وہی لوگ تو غافل ہیں۔

اس آیت میں خبردار کیا گیا کہ انسانوں اور جنات کی اکثریت جہنم میں جانے کی روش اختیار کیے ہوئے ہے۔ اُن کے دل معنوی اعتبار سے مردہ ہو چکے ہیں، نگاہیں عبرت حاصل کرنے سے قاصر ہیں اور کان حق سن کر اُسے قبول کرنے سے محروم ہیں۔ کوئی

نصیحت کوئی آفت اور کوئی حادثہ انہیں اصلاح عمل پر آمادہ نہیں کر پا رہا۔ اس طرح کے غافل لوگ جانور ہیں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ جانوروں کو تو عقل و تمیز عطا ہی نہیں کی گئی لہذا وہ ہدایت کی راہ تلاش کرنے یا اس پر چلنے کے مکلف ہی نہیں۔ انسان کو ہدایت کی راہ تلاش کرنے اور روحانی کمال تک پہنچنے کے لیے درکار قوتیں عطا کر دی گئی ہیں۔ پھر بھی اگر وہ اُن سے کام نہیں لیتا اور گمراہ ہوتا ہے تو وہ جانوروں سے بدتر ثابت ہوا۔

آیت

اللہ کو پکارو اُس کے اسمائے حسنیٰ کے ساتھ

وَاللّٰهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی	اور اللہ ہی کے لیے ہیں سب سے اچھے نام
فَادْعُوْهُ بِهَا	سو پکارو اُسے ان ناموں کے ساتھ
وَذُرُوْا الَّذِیْنَ یُّلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَآئِهٖ	اور چھوڑ دو انہیں جو ٹیڑھ اختیار کرتے ہیں اُس کے ناموں میں
سَیْجَزُوْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰﴾	عنقریب انہیں بدلہ دیا جائے گا اُس کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

اس آیت میں غفلت سے نکلنے اور اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے کا حکم دیا گیا۔ ہدایت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کو پکارا کرو اور اُس سے دعا کیا کرو اُس کے مبارک ناموں کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کے مبارک نام صرف وہی ہیں جو قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں بیان ہوئے ہیں۔ ان اسماء کے سوا کوئی اور نام اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا یا اللہ تعالیٰ کے خصوصی اختیار ظاہر کرنے والے نام (مثلاً الصمد الرحمان) کسی اور کی طرف منسوب کرنا یا اللہ تعالیٰ کے ناموں کو جادو وغیرہ کے لیے استعمال کرنا یا اللہ تعالیٰ کی دو برعکس شانوں (مثلاً الغفار اور القہار) میں سے کسی صرف ایک ہی شان کو سامنے رکھنا ناجائز ہے۔ حکم دیا گیا کہ ایسا کرنے والوں کو چھوڑ دو، عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں اُن کے کیے کی سزا دے دے گا۔

آیات تا

درس عبرت

اور اُن میں سے جنہیں ہم نے پیدا فرمایا کچھ لوگ ہیں جو رہنمائی کرتے ہیں حق کے ساتھ	وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ
اور اسی حق کے ساتھ وہ عدل کرتے ہیں۔	وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿١٨١﴾
اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو	وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
ہم آہستہ آہستہ پکڑیں گے انہیں ایسی جگہ سے جہاں سے انہیں خبر بھی نہ ہوگی	سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٢﴾
اور میں مہلت دے رہا ہوں انہیں	وَأُمْلِي لَهُمْ
بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔	إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿١٨٣﴾
اور کیا انہوں نے غور نہیں کیا	أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا
نہیں ہے اُن کے ساتھی پر جنوں کا کوئی اثر	مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جَنَّةٍ
نہیں ہیں وہ مگر صاف صاف خبردار کرنے والے۔	إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١٨٤﴾
اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا آسمانوں اور زمین کی بادشاہی میں	أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور اُسے جو اللہ نے پیدا کی ہے کوئی بھی چیز	وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ

۲۲
ع

اور ممکن ہے کہ آچکا ہو بالکل قریب اُن کا مقررہ وقت	وَأَنْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ
تو کس بات پر اس کے بعد وہ ایمان لائیں گے۔	فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ كَافٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۱۸۵﴾
جسے گمراہ کر دے اللہ تو نہیں کوئی ہدایت دینے والا اُسے	مَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ
اور وہ چھوڑ دیتا ہے انہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔	وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۸۶﴾

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں ہمیشہ ایسے نیک سیرت لوگ بھی رہے ہیں جو حق کی پیروی اور تبلیغ کرتے ہیں اور اپنے معاملات کے فیصلے اسی کے مطابق کرتے ہیں۔ البتہ ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں، اُس نے انہیں مہلت دے رکھی ہے لیکن اُس کی پکڑ بہت شدید ہے۔ کیا وہ نبی اکرم ﷺ کے سیرت و اخلاق اور انسانوں کے لیے دلسوزی کو نہیں دیکھتے؟ وہ انہیں دردناک عذاب سے خبردار کر رہے ہیں اور یہ انہیں پاگل قرار دے کر کس قدر ظلم اور ناانصافی کر رہے ہیں۔ کیا یہ کائنات پر غور نہیں کرتے؟ کائنات کی ہر شے بامقصد ہے۔ کیا ان کا بھی کوئی مقصد ہے کہ نہیں؟ ہر شے پر زوال آتا ہے کیا ان کو بھی فنا ہونا ہے کہ نہیں؟ جس بد نصیب کی گمراہی پر اللہ تعالیٰ ہی مہر تصدیق ثبت کر دے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

آیات تا

نبی اکرم ﷺ کو اظہارِ عاجزی کا حکم

اے نبی! وہ پوچھتے ہیں آپ سے قیامت کے بارے میں کہ کب ہے اس کا واقع ہونا؟	يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا
فرمائیے بے شک اُس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے	قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي
نہیں ظاہر کرے گا اُسے اُس کے وقت پر مگر وہی	لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ

ثَقُلْتُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	قیامت بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں
لَا تَأْتِيَكُمْ إِلَّا بَغْتَةً	نہیں آئے گی تم پر مگر اچانک
يَسْأَلُونَكَ كَاتِبًا حَفِيٌّ عَنْهَا	وہ ایسے پوچھتے ہیں آپ سے گویا آپ خوب تحقیق کرنے والے ہیں اُس کی
قُلْ إِنَّمَا عَلَّمَهَا عِنْدَ اللَّهِ	فرمائیے بے شک اُس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے
وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۸۷﴾	اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا	اے نبی! فرمائیے میں اختیار نہیں رکھتا اپنے لیے کسی نفع کا اور نہ ہی کسی نقصان کا
إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ	سوائے اس کے جو چاہے اللہ
وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ	اور اگر میں جانتا ہوتا غیب
لَا سَتَكُنْتُ مِنَ الْخَيْرِ	تو یقیناً کثرت سے حاصل کر لیتا بھلائیوں میں سے
وَمَا مَسْنِي السُّوءُ	اور نہ پہنچتی مجھے کوئی تکلیف
إِن أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾	میں نہیں ہوں مگر خبردار کرنے والا اور بشارت دینے والا اُن کے لیے جو ایمان لانا چاہتے ہیں۔

۲۳

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اپنی عاجزی کا اعلان فرمادیں تاکہ آپ ﷺ کے حوالے سے شرک کا امکان ہی نہ رہے۔ فرمائیے کہ قیامت کے واقع ہونے کا وقت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ میں غیب کے تمام حقائق سے واقف نہیں ہوں اور نہ ہی اپنی ذات کے لیے نفع و نقصان کا اختیار رکھتا ہوں۔ اگر ایسا ہوتا تو میں

کثرت سے بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور لوگوں کو نیک اعمال پر بشارت اور برے اعمال پر دردناک عذاب سے خبردار کرنے آیا ہوں۔

آیات تا

انسانوں کی ناشکری

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ	وہی (اللہ) ہے جس نے پیدا کیا تمہیں ایک جان سے
وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا	اور بنایا اُسی سے اُس کا جوڑا
لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا	تاکہ وہ سکون حاصل کرے اُس سے
فَلَمَّا تَغَشَّيْهَا	پھر جب مرد ڈھانپ لیتا ہے عورت کو
حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا	تو اٹھایا عورت نے ہلکا سا حمل
فَمَرَّتْ بِهِ	تو وہ لیے پھرتی رہی اس کو
فَلَمَّا أَثْقَلَتْ	پھر جب وہ بو جھل ہو گئی
دَعَا اللَّهَ رَبَّهَا	تو ان دونوں نے دعا کی اللہ سے جو اُن کا رب ہے
لَئِنْ أَتَيْتَنَا صَالِحًا	اگر تو نے دیا ہمیں تندرست بچہ
لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿١٨٩﴾	تو یقیناً ہم ہوں گے شکر گزاروں میں سے۔
فَلَمَّا أَتَاهَا صَالِحًا	پھر جب اللہ نے دے دیا اُن دونوں کو تندرست بچہ
جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا	تو دونوں بناتے ہیں اُس کے ساتھ شریک اُس میں جو اُس

نے دیا ہے انہیں	
تو بلند و برتر ہے اللہ اُس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔	فَتَعْلَىٰ اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٩﴾

یہ آیات انسانوں پر اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انسانوں کی ناشکری کا ذکر کر رہی ہیں۔ انسانوں کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا۔ پھر انہیں جوڑوں کی صورت میں بنایا تاکہ ایک دوسرے کے ملاپ سے سکون حاصل کریں۔ پھر جب کسی انسانی جوڑے کے ہاں اولاد کی نعمت آنے کا وقت آتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی سے اُس کے صحیح و سالم پیدا ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ انہیں تندرست اور صحیح سالم اولاد دے دیتا ہے تو اب ناشکری کرتے ہیں۔ شرک کرتے ہوئے اولاد کی عطا کو دوسری ہستیوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ دورِ جاہلیت میں بچوں کے نام عبد العزیٰ اور عبد الشمس رکھ دیتے تھے اور آج مسلمان ہونے کے باوجود پیر بخش، علی بخش اور حسین بخش رکھ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ناشکری اور شرک سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات تا

معبودانِ باطل کی لاچارگی

کیا وہ شریک بناتے ہیں انہیں جو نہیں پیدا کرتے کوئی چیز	اَيُّشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا
بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔	وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿١٠﴾
اور نہ وہ طاقت رکھتے ہیں اُن کی مدد کرنے کی	وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا
اور نہ ہی خود اپنی مدد کر سکتے ہیں۔	وَلَا اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿١١﴾

وَاِنْ تَدْعُوهُمْ اِلَى الْهَدٰى	اور اگر تم بلاؤ انہیں سیدھی راہ کی طرف
لَا يَتَّبِعُوْكُمْ	تو وہ پیچھے نہیں آئیں گے تمہارے
سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ اَدْعَوْهُمْ	برابر ہے تم پر خواہ تم پکارو انہیں
اَمْ اَنْتُمْ صَاْمِتُوْنَ ﴿۹۶﴾	یا تم خاموش رہو۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر معبودوں کی لاچارگی اور بے بسی کو نمایاں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے جبکہ دیگر معبودوں نے کچھ بھی نہیں بنایا بلکہ انہیں تو خود اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ وہ اپنی مدد یا حفاظت نہیں کر سکتے تو کسی اور کی کیا مدد یا حفاظت کریں گے۔ اپنے پرستاروں کو سیدھی راہ دکھانا تو درکنار وہ کسی پکارنے والے کی پکار کو نہ سن سکتے ہیں اور نہ اُس کا جواب دے سکتے ہیں۔ افسوس ہے ایسے لاچار معبودوں کو پکارنے والوں پر!

آیات تا

تمہارے معبود، تمہاری طرح کی مخلوق ہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ	بے شک جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تو بندے ہیں تمہاری طرح
فَاَدْعُوْهُمْ	تو پھر پکارو انہیں
فَلِیْسَتْ جِیْبُوْا لَكُمْ	پھر چاہیے کہ وہ جواب دیں تمہیں

اگر تم سچے ہو۔	اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾
کیا اُن کے پاؤں ہیں کہ وہ چلتے ہوں اُن سے	اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا
یا اُن کے ہاتھ ہیں کہ وہ پکڑتے ہوں اُن سے	اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا
یا اُن کی آنکھیں ہیں کہ وہ دیکھتے ہوں اُن سے	اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَا
یا اُن کے کان ہیں کہ وہ سنتے ہوں اُن سے	اَمْ لَهُمْ اُذُنٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا
اے نبی! فرمائیے بلا لیا اپنے شریکوں کو	قُلْ اَدْعُوا شُرَكَاءَكُمْ
پھر سازش کرو میرے خلاف پس نہ مہلت دو مجھے۔	ثُمَّ كَيِّدُوْنَ فَلَا تُنْظِرُوْنَ ﴿۹۵﴾
بے شک میرا حمایتی اللہ ہے جس نے نازل کی ہے کتاب	اِنَّ وِلٰيَّ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ
اور وہی ساتھ دیتا ہے نیک بندوں کا۔	وَهُوَ یَتَوَلّٰی الصّٰلِحِیْنَ ﴿۹۶﴾

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ جن ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا جا رہا ہے وہ بھی شرک کرنے والوں کی طرح مخلوق ہیں۔ اگر اُن کے پاس کوئی اختیار ہوتا تو وہ اپنے پرستاروں کی دعاؤں کا جواب دیتیں۔ اُن کے پرستاروں نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوقات کی نقل کرتے ہوئے اُن کی صورتیں بنا رکھی ہیں لیکن یہ صورتیں بے جان و بے حس ہیں۔ وہ اُن کے ایسے پاؤں نہیں بنا سکے جن سے وہ چل سکیں، نہ ایسے ہاتھ کہ جن سے پکڑ سکیں، نہ ایسی آنکھیں کہ جن سے دیکھ سکیں اور نہ ایسے کان کہ جن سے سن سکیں۔۔۔ مشرکین مکہ ایسے لاچار معبودوں کے حوالے سے آپ ﷺ کو ڈراتے تھے کہ ان کی بے ادبی کرنا چھوڑ دو ورنہ یہ معبود تم پر کوئی آفت نازل کر دیں گے۔ ارشاد ہوا کہ آپ ﷺ ان مشرکین سے کہہ دیں کہ تم اپنے تمام معبودوں سے درخواست کرو کہ وہ میرا جو کچھ بگاڑ سکتے ہیں بگاڑ لیں۔ میرا مددگار وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے مجھ پر کتابِ ہدایت نازل کی ہے۔ اُس نے تو ہمیشہ ہی اپنے نیک بندوں کی باطل پرستوں کے مقابلہ میں مدد کی ہے۔

آیات تا معبودانِ باطل کی بے بسی

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ	اور جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا
لَا يَسْتَجِيبُونَ نَصْرَكُمْ	وہ طاقت نہیں رکھتے تمہاری مدد کرنے کی
وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿٩٤﴾	اور نہ ہی خود اپنی مدد کر سکتے ہیں۔
وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَى	اور اگر تم بلاؤ انہیں سیدھی راہ کی طرف
لَا يَسْمَعُوا	وہ نہیں سنیں گے
وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ	اور آپ دیکھتے ہیں انہیں کہ وہ تک رہے ہیں آپ کی طرف
وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿٩٥﴾	حالانکہ وہ نہیں دیکھتے سمجھتے ہوئے۔

ان آیات میں باطل معبودوں کی بے بسی کا بیان ہے۔ ارشاد ہوا کہ جو لاچار معبود اپنے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے وہ کسی کی کیا مدد کریں گے؟ انہیں پکارا جائے تو سن ہی نہیں سکتے، پکار کا جواب کیا دیں گے۔ مشرکین نے اُن کی مورتیوں میں بڑی بڑی آنکھیں بنائی ہیں۔ بظاہر لگتا ہے کہ یہ مورتیاں دیکھ رہی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ بینائی سے محروم ہیں۔ بلاشبہ معبودِ حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنی بندگی کرنے والوں کی ہر اعتبار سے مدد اور دستگیری پر قادر ہے۔

آیات تا دعوتِ دین کے لیے حکمت کے چند اہم نکات

خُذِ الْعَفْوَ	اے نبی! اختیار کیجیے درگزر کرنے کا رویہ
وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ	اور حکم دیجیے نیکی کا
وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ۝۹۹	اور اعراض کیجیے جاہلوں سے۔
وَأَمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ	اور اگر اکسائے آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی چھیڑ
فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ	تو پناہ مانگیے اللہ کی
إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝۱۰۰	بے شک وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا	بے شک جن لوگوں نے پرہیزگاری اختیار کی
إِذَا مَسَّهُمْ طَافٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ	جب آگتی ہے انہیں کوئی چھیڑ شیطان کی طرف سے
تَذَكَّرُوا	تو وہ چونک پڑتے ہیں
فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ ۝۱۰۱	پھر ایک دم وہ حقیقت حال دیکھنے والے ہوتے ہیں۔
وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوهُمْ فِي الْغَيِّ	اور شیطانوں کے بھائی کھینچتے رہتے ہیں انہیں گمراہی میں
ثُمَّ لَا يَقْصِرُونَ ۝۱۰۲	پھر وہ کمی نہیں کرتے۔

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کے توسط سے امت کو دعوتِ دین کے کام کے لیے حکمت کے چند اہم نکات سکھا رہی ہیں:

- ۱۔ داعیِ حق کو نرم خو ہونا چاہیے۔ اپنے ساتھیوں کے لیے شفیق، عوام کے لیے رحیم اور مخالفین کے لیے حلیم ہونا چاہیے۔ اُسے اپنے رفقا کی کمزوریوں کو بھی برداشت کرنا چاہیے اور اپنے مخالفین کی سختیوں کو بھی۔ اُسے شدید سے شدید اشتعال انگیز مواقع پر بھی اپنے مزاج کو ٹھنڈا رکھنا چاہیے۔ نہایت ناگوار باتوں کو بھی عالی ظرفی کے ساتھ ٹال دینا چاہیے۔ مخالفین کی

طرف سے سخت کلامی، بہتان تراشی اور ایذا رسانی پر درگزر سے کام لینا چاہیے۔ اس سے مخالفین کے دل نرم ہوتے ہیں اور وہ بھی حق قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں۔

ii. داعی کو فلسفہ طرازی کے بجائے لوگوں کو معروف یعنی اُن سیدھی اور صاف بھلائیوں کی تلقین کرنی چاہیے جنہیں بالعموم سارے ہی انسان بھلا جانتے ہیں۔ اس طرح اُس کی دعوت عوام و خواص سب کو متاثر کرے گی اور اُن کے دل تک پہنچنے کی راہ نکال لے گی۔

iii. داعی کو چاہیے کہ جاہلوں سے نہ الجھے، خواہ وہ الجھنے اور الجھانے کی کتنی ہی کوشش کریں ورنہ اُس کی قوت، اشاعتِ دعوت اور اصلاحِ نفوس میں خرچ ہونے کے بجائے ایک فضول کام میں ضائع ہو جائے گی۔

iv. جب کبھی داعی مخالفین کے ظلم، شرارتوں اور جاہلانہ اعتراضات و الزامات پر اپنی طبیعت میں اشتعال محسوس کرے تو اُسے فوراً سمجھ لینا چاہیے کہ یہ شیطان کی اکساہٹ ہے۔ اُسے فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ شیاطین مسلسل اکساتے رہتے ہیں تاکہ مخالفت کے ردِ عمل کے طور پر اہل حق اقدام کریں اور اس سے دشمنی کی آگ مزید بھڑکے۔ اہل حق ہر دم شیطان کے واروں کے حوالے سے چوکنا رہتے ہیں اور ایسے مواقع کے لیے اللہ تعالیٰ کی دی گئی ہدایات کو یاد رکھتے ہیں۔

آیت

مشرکین کا طعنہ اور اللہ تعالیٰ کا جواب

اور (اے نبی!) جب نہیں لاتے آپ اُن کے پاس کوئی (فرمانی) معجزہ	وَ اِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ
وہ کہتے ہیں کیوں نہ بنالیا تم نے خود اُسے؟	قَالُوا لَوْ لَا اجْتَبَيْتَهَا
فرمائیے بے شک میں تو پیروی کرتا ہوں اُسی کی جو وحی کیا جاتا ہے میری طرف میرے رب کی طرف سے	قُلْ اِنَّمَا اتَّبِعُ مَا يُوْحٰى اِلَيَّ مِنْ رَبِّيْ

یہ روشن دلائل ہیں تمہارے رب کی طرف سے	هٰذَا بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ
اور ہدایت اور رحمت ہیں اُن کے لیے جو ایمان لانا چاہیں۔	وَهَدَىٰ وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۳۰﴾

مشرکین مکہ نبی اکرم ﷺ سے فرمائشی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ مطالبہ پورا کرنے سے منع کر دیا تو مشرکین آپ ﷺ سے کہنے لگے کہ لوگوں کا منہ بند کرنے کے لیے کوئی شعبہ دکھا دیں۔ اُن کی اس بات میں طعن کا انداز پایا جاتا تھا۔ اُن کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح تم خود سے نبی بن گئے ہو اسی طرح کوئی معجزہ بھی چھانٹ کر اپنے لیے بنا لائے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طعن کا جواب بڑی شان سے دیا۔ فرمایا اے نبی ﷺ انہیں بتا دیجیے کہ میرا منصب یہ نہیں ہے کہ جس چیز کی مانگ ہو یا جس کی میں خود ضرورت محسوس کروں اُسے خود ایجاد یا تصنیف کر کے پیش کر دوں۔ میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کی پیروی کرتا ہوں۔ یہ کلام تمہاری آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ اس میں ایمان لانے والوں کے لیے سیدھے راستہ کی ہدایت ہے اور رحمت کی بشارت بھی۔

آیت

سماعت قرآن کے آداب

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ	اور جب پڑھا جائے قرآن
فَأَسْتَبِصُوا لَهُ	تو غور سے سنا کرو اُسے
وَأَنْصِتُوا	اور خاموش رہا کرو
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۳۱﴾	تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

مشرکین مکہ تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے قرآن حکیم کی آواز سنتے ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے اور شور و غل مچاتے تھے تاکہ کوئی دوسرا بھی اسے نہ سن سکے۔ اس آیت میں انہیں دعوت دی گئی کہ قرآن دشمنی کی یہ روش چھوڑ دو۔ جب قرآن کریم

پڑھا جائے تو غور سے سنو اور سمجھو کہ اس میں کیا تعلیم دی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ اس کی تعلیم سے واقف ہو جانے کے بعد تم خود بھی اس کی رحمت کے سائے میں آ جاؤ۔ عمومی اعتبار سے یہ آیت ہمیں سماعتِ قرآن کا یہ ادب سکھا رہی ہے کہ جب بھی قرآن پاک کی تلاوت کی جا رہی ہو تو پوری توجہ سے سنو اور اس دوران خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ البتہ قرآن کریم کی سماعت کے آداب کا اہتمام اُسی وقت کیا جائے گا جب قرآن کریم کی تلاوت کسی مقصد کے تحت سنانے کے لیے کی جا رہی ہو۔

آیات تا

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے آداب

اور یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل میں	وَ اذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ
گڑ گڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے	تَضَرُّعًا وَ خِيفَةً
اور بغیر بلند کیے ہوئے آواز کو	وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ
صبح اور شام کے وقت	بِالْعُدُوِّ وَالْاَصَالِ
اور مت ہو غافلوں میں سے۔	وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳۵﴾
بے شک جو قربت رکھتے ہیں تمہارے رب کے پاس	اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ
وہ تکبر نہیں کرتے اُس کی عبادت سے	لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ
اور پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اُس کی	وَيُسَبِّحُوْنَہٗ
اور اُسی کو سجدہ کرتے ہیں۔	وَلَهُ يَسْجُدُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع الحجة

۳۵
۳۶

ان آیات میں حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو۔ البتہ ذکر کے حوالے سے آداب یہ ہیں کہ:

- i. ذکر دل ہی دل میں کیا جائے یا ہلکی آواز سے کیا جائے اور آواز کو زیادہ بلند نہ کیا جائے۔
- ii. ذکر کے دوران انسان پر رقت اور اللہ تعالیٰ کا خوف طاری رہے۔
- iii. صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے۔ صبح و شام سے مراد یہی دونوں اوقات بھی ہیں اور صبح و شام کا لفظ اس معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے کہ ہمیشہ کسی کام کو کیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہر وقت مشغول رہا جائے۔
- iv. اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی بھی غفلت نہ برتی جائے۔ دنیا میں جو کچھ گمراہی پھیلی ہے اور انسان کے اخلاق و اعمال میں جو فساد بھی رونما ہوا ہے اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ انسان اس بات کو بھول جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا رب ہے اور وہ اس کا بندہ ہے۔ دنیا میں اسے آزمائش کے لیے بھیجا گیا ہے اور دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد اسے اپنے رب کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ آخری آیت میں فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے مقربین ہیں، خواہ فرشتے ہوں، انبیاء کرام یا اولیاء اللہ، وہ بڑی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ہر وقت اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اس کے سامنے سجدہ ریز رہتے ہیں۔

سورة الانفال

غزوہ بدر پر بھرپور تبصرہ

- سورہ انفال مدنی سورۃ ہے۔ یہ سن ہجری میں غزوہ بدر کے فوراً بعد نازل ہوئی۔
- اس سورہ مبارکہ میں غزوہ بدر کے حالات پر بھرپور تبصرہ شامل ہے۔

آیات کا تجزیہ :

- آیات ۴ تا ۴۳ سچے مومنوں کی کیفیت اور رویہ
- آیات ۱۰ تا ۱۵ معرکہ بدر سے قبل مومنوں کے لیے بشارتیں
- آیات ۱۱ تا ۱۹ میدان بدر میں مومنوں کی نصرت
- آیات ۲۰ تا ۲۹ مومنوں کے لیے ہدایات
- آیات ۳۰ تا ۳۷ کافروں پر غضب
- آیات ۳۸ تا ۴۰ کافروں کو باز آنے کی دعوت
- آیات ۴۱ تا ۴۸ مومنوں کے لیے ہدایات
- آیات ۴۹ تا ۵۹ کافروں پر غضب
- آیات ۶۰ تا ۷۵ مومنوں کے لیے ہدایات

آیت ۱

مالِ غنیمت کے حوالے سے فیصلہ

اے نبی وہ سوال کرتے ہیں آپ سے مالِ غنیمت کے

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ

بارے میں	
فرمائیے مالِ غنیمت تو اللہ اور رسول کے لیے ہے	قُلِ الْاِنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ
پس بچو اللہ کی نافرمانی سے	فَاتَّقُوا اللّٰهَ
اور صلح کر لو آپس میں	وَاصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ
اور اطاعت کرو اللہ اور اُس کے رسول کی	وَاطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ
اگر تم مومن ہو۔	اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

اس آیت میں اُس تنازع پر فیصلہ دیا گیا جو غزوہ بدر میں فتح کے بعد مالِ غنیمت کے حوالے سے پیدا ہوا۔ دورِ جاہلیت میں یہ طے تھا کہ جنگ کے دوران جس شخص کے ہاتھ جو مالِ غنیمت لگا وہ اُسی کا ہے۔ غزوہ بدر میں کچھ صحابہؓ نے دشمن کا تعاقب کیا کچھ نے آپ ﷺ کی حفاظت کی ذمہ داری ادا کی اور کچھ نے مالِ غنیمت اکٹھا کیا۔ اختلاف یہ پیدا ہوا کہ مالِ غنیمت کس طرح تقسیم کیا جائے؟ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حکم دیا کہ اختلاف ختم کرو اور پورا مالِ غنیمت اللہ کے رسول ﷺ کے حوالے کر دو۔ اس آیت میں مالِ غنیمت کے لیے نفل یعنی اضافی شے کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کے دوران مالِ غنیمت کا حصول مقصود نہیں بلکہ اضافی شے ہے۔ اجتماعی اعتبار سے اس جنگ کا مقصود ہے فتنہ اور ظلم کا خاتمہ اور انفرادی اعتبار سے مقصود ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جامِ شہادت نوش کرنا، بقول اقبال۔

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن

نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

آیات تا

بندہ مومن کی ظاہری و باطنی صفات

انہما المؤمنون الذین اذا ذکر الله و جئت قلوبہم	مومن تو بس وہی ہیں کہ جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ کا تو کانپ اٹھتے ہیں ان کے دل
واذا تلیت علیہم آیتہ زادتهم ایمانا	اور جب تلاوت کی جاتی ہیں ان پر اس کی آیات وہ بڑھادیتی ہیں انہیں ایمان میں
وعلى ربہم یتوکلون ①	اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔
الذین یقیمون الصلوۃ	جو قائم کرتے ہیں نماز
ومما رزقنہم ینفقون ②	اور اس رزق میں سے جو ہم نے دیا ہے انہیں، خرچ کرتے ہیں۔
اولئک ہم المؤمنون حقاً	یہی لوگ سچے مومن ہیں
لہم درجت عند ربہم	انہی کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس
ومغفرۃ و رزق کریم ③	اور بخشش ہے اور عزت والی روزی۔

ان آیات میں سچے مومنین کی باطنی و ظاہری صفات کا بیان ہے۔ سچے مومن صرف وہی ہیں:

- ۱۔ جن کے دل اللہ تعالیٰ کا ذکر سن کر لرز اٹھتے ہیں۔
- ۱۱۔ آیات قرآنی کی تلاوت کی سماعت جن کے ایمان کو بڑھادیتی ہیں۔

III. جن کا بھروسہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔

IV. جو نماز قائم کرتے ہیں۔

V. جو اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق میں سے اُس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

ایسے مومنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلند درجات، بخشش اور عزت افزائی والے رزق کی بشارت ہے۔

آیات تا

بدر سے قبل مشاورت

اے نبی! جس طرح نکالا آپ کو آپ کے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ	كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ
اور بے شک ایک گروہ مومنوں میں سے یقیناً ناپسند کرنے والا تھا۔	وَ اِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَرِهُوْنَ ۝۵
وہ جھگڑ رہے تھے آپ سے حق میں	يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ
اس کے بعد کہ وہ واضح ہو گیا تھا	بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ
گویا کہ وہ ہانکے جا رہے ہوں موت کی طرف	كَانَ مَا يُسَاقُونَ اِلَى الْمَوْتِ
اس حال میں کہ وہ (اُسے) دیکھ رہے ہیں۔	وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝۶
اور جب وعدہ فرما رہا تھا تم سے اللہ	وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ
دو گروہوں میں سے ایک کا کہ یقیناً وہ تمہارے لیے ہے	اِحْدٰى الطَّائِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ
اور تم پسند کرتے تھے	وَتَوَدُّوْنَ

اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشُّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ	کہ بغیر کانٹے والا (غیر مسلح) گروہ ہو تمہارے لیے
وَيُرِيدُ اللَّهُ	اور چاہتا تھا اللہ
اَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَتِهِ	کہ حق ثابت کر دے حق کو اپنے ارشادات سے
وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۝	اور کاٹ دے جڑ کافروں کی۔
لِيُحِقَّ الْحَقَّ	تاکہ وہ سچا کر دے حق کو
وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ	اور جھوٹا کر دے باطل کو
وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝	اور اگرچہ ناپسند کریں مجرم۔

یہ آیات غزوہ بدر سے قبل اللہ کے رسول ﷺ کی صحابہ کرامؓ سے مشاورت کا حال بیان کر رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ کو بتایا کہ ایک طرف شام کی طرف سے قریش کا تجارتی قافلہ آرہا ہے جس کے ساتھ صرف پچاس محافظ ہیں۔ دوسری طرف مکہ سے ایک ہزار کفار پر مشتمل مسلح لشکر آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دونوں میں سے ایک پر فتح حاصل ہوگی۔ اب مشورہ دو کہ ہم کس طرف رخ کریں۔ چند ساتھیوں کی رائے تھی کہ ہمیں آسان ہدف یعنی قافلہ کی طرف جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی مشاقتھی کہ لشکر سے مقابلہ کیا جائے تاکہ ثابت ہو سکے کہ فیصلہ کن شے تعداد، اسلحہ اور اسباب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ بے سرو سامان لشکر جب کیل کانٹے سے لیس لشکر پر فتح پائے گا تو ثابت ہو جائے گا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر؟

آیات تا

اللہ تعالیٰ کی مدد اور فرشتوں کا نزول

اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ	جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے
-------------------------------	-----------------------------------

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ	تو اُس نے جواب دیا تمہاری دعا کا
اِنِّیْ مُبِیْدُكُمْ بِالْفِ مِنْ الْمَلِیْکَةِ مُرْدِفِیْنَ ۙ	بے شک میں مدد کرنے والا ہوں تمہاری ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ جو پے در پے اترنے والے ہیں۔
وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی	اور نہیں بنایا اس مدد کو اللہ نے مگر خوشخبری
وَلِتَطْمَیْنِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ	اور تاکہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارے دل
وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	اور نہیں ہے مدد مگر اللہ کی طرف سے
اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝۱۰	بے شک اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

ع ۱۵

ان آیات میں غزوہ بدر کے دوران اللہ تعالیٰ کی مدد اور فرشتوں کے نزول کا ذکر ہے۔ اس معرکہ میں جب مسلمان اور کفار آمنے سامنے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ مسلمانوں کی تعداد کفار کے مقابلہ میں ایک تہائی سے بھی کم ہے اور وہ بے سرو سامان بھی ہیں۔ ایسے میں آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لیے ہاتھ پھیلا دیے اور گڑ گڑا کر مدد کی التجا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا قبول فرمائی اور مدد کے لیے ایک ہزار فرشتے نازل فرمائے۔ بقول اقبال۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو

اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

آخر میں مسلمانوں کو آگاہ کر دیا گیا کہ مدد خواہ ظاہری صورت سے ہو یا مخفی انداز سے، سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ اس لیے تمہارا بھروسہ صرف اُسی پر ہونا چاہیے۔

آیات تا

غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ کے مسلمانوں پر احسانات

جب طاری کر رہا تھا اللہ تم پر اونگھ سکون دینے کے لیے اپنی طرف سے	اِذْ يُغَشِّيْكُمْ الْغَاسُ اَمْنَةً مِّنْهُ
اور اُس نے نازل کیا تم پر آسمان سے پانی	وَيَنْزِلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءٌ
تاکہ پاک کر دے تمہیں اس سے	لِّيُطَهِّرَ كُمْ بِهِ
اور دور کر دے تم سے شیطان کی گندگی	وَيَذْهَبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ
اور مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو	وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ
اور جمادے اس سے تمہارے قدموں کو۔	وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝۱۱
جب وحی فرمائی آپ کے رب نے فرشتوں کی طرف	اِذْ يُوحِي رَبُّكَ اِلَى الْمَلَائِكَةِ
بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں	اِنِّي مَعَكُمْ
پس ثابت قدم رکھو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے	فَثَبَّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
عنقریب میں ڈال دوں گا اُن لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے کفر کیا رعب	سَاَلِقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الرُّعْبَ
سو تم مارو اُن کی گردنوں پر	فَاَضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ
اور ضرب لگاؤ اُن کے ہر ہر پور پر۔	وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝۱۲
یہ اس وجہ سے ہے کہ اُنہوں نے مخالفت کی اللہ اور اُس کے رسول کی	ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاقُوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ

وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ	اور جو مخالفت کرے گا اللہ اور اُس کے رسول کی
فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝۱۳	تو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔
ذَلِكُمْ فَذُوقُوهُ	اے کافرو! یہ سزا ہے پس چکھو اسے
وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ۝۱۴	اور بے شک کافروں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔

یہ آیات اُن احسانات کا ذکر کر رہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر غزوہ بدر کے موقع پر کیے۔ بدر کی رات اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو پرسکون اور آرام دہ نیند کی لذت عطا فرمائی۔ اسی رات بارش کا نزول فرمایا تاکہ صحابہ کرامؓ وضو اور دیگر ضروریات کے لیے پانی جمع کر لیں۔ پھر دورانِ جنگ کافروں پر رعب طاری کر دیا اور مسلمانوں کو فرشتوں کے ذریعہ سے ہمت اور ثابت قدمی سے نوازا۔ کافروں کو بدترین ہزیمت سے دوچار کیا۔ اُن کے ستر افراد جہنم واصل ہوئے اور ستر ہی قیدی بنے۔ یہ کفار کے لیے عذاب کی پہلی قسط تھی۔ انہیں اصل عذاب تو آخرت میں دیا جائے گا جب وہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں کئی قسم کی اذیتوں سے دوچار ہوں گے۔

آیات تا

دورانِ جنگ کافروں کے سامنے پیٹھ نہ پھیرنا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحَفًا	جب تم مقابلہ کرو اُن لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا ہے جبکہ وہ ہوں لشکر کی صورت میں
فَلَا تُؤْثِرُهُمُ الْاَدْبَارُ ۝۱۵	تو مت پھیرنا اُن کے سامنے پیٹھیں۔
وَمَنْ يُؤْلِهِمْ يَوْمَئِذٍ بُرَّةً	اور جو پھیرے گا اُن کی طرف اُس روز اپنی پیٹھ

إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ	سوائے اس کے کہ پیتر ابدلنے والا ہو لڑائی کے لیے
أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ	یا پلٹ کر آنے والا ہو اپنی جماعت کی طرف
فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ	تو یقیناً وہ لوٹا غضب لے کر اللہ کی طرف سے
وَمَا لَهُ جَهَنَّمُ	اور اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے
وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ⑪	اور وہ بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب دشمن سے میدانِ جنگ میں مدد بھیڑ ہو جائے تو بزدلی کی وجہ سے ہر گز پسپائی اختیار نہ کرنا۔ جس نے ایسا کیا اُس کی تمام نیکیاں ضائع ہو جائیں گی۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین گناہ ایسے ہیں کہ اُن کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی، شرک، والدین کی حق تلفی اور میدانِ جنگ سے فرار۔ ان آیات میں خبردار کیا گیا کہ میدانِ جنگ سے بھاگنے والے اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوں گے اور جہنم کا نوالہ بنیں گے۔ البتہ جنگی تدبیر کے طور پر یا اپنے کسی دستے سے ملنے کے لیے پیچھے آیا جاسکتا ہے۔

آیات تا

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ	پس تم نے قتل نہیں کیا انہیں
وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ	اور لیکن اللہ نے قتل کیا ہے انہیں
وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ	اور اے نبی! نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشیت بھر خاک)
	جب آپ نے پھینکی

وَلَكِنَّ اللَّهَ رَفِيٌّ	اور لیکن (وہ) اللہ نے پھینکی تھی
وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا	اور تاکہ اللہ آزمائے مومنوں کو اس سے بہترین آزمائش سے گزار کر
إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۷﴾	بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
ذِكْرُكُمْ	یہ تو ہوا
وَ أَنَّ اللَّهَ مُوهِنٌ كَيْدَ الْكَافِرِينَ ﴿۱۸﴾	اور بلاشبہ اللہ کمزور کرنے والا ہے کافروں کی تدبیر کو۔
إِنْ تَسْتَفْتِحُوا	اے کافرو! اگر تم فیصلہ چاہتے تھے
فَقَدْ جَاءَكُمْ الْفَتْحُ	تو یقیناً آچکا ہے تمہارے پاس فیصلہ
وَإِنْ تَنْتَهُوا	اور اگر تم باز آ جاؤ
فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ	تو وہ بہتر ہے تمہارے لیے
وَإِنْ تَعُدُّوا نَعْدُ	اور اگر تم وہی (کفر) کرو گے تو ہم بھی وہی (بدر جیسا معاملہ) کریں گے
وَ لَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا	اور ہر گز کام نہ آئے گی تمہارے تمہاری جماعت کچھ بھی
وَلَوْ كَثُرَتْ	اور اگرچہ وہ کتنی ہی زیادہ ہو
وَ أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۹﴾	اور بے شک اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔

میدانِ بدر میں جب لڑائی نے شدت اختیار کر لی تو نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مشیت بھر کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ کنکریاں کافروں کی آنکھوں میں داخل ہو گئیں۔ وہ آنکھیں ملنے لگے اور مسلمانوں نے یکبارگی حملہ کر کے اُن میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا۔ ان آیات میں مسلمانوں کو احساسِ بڑائی سے بچانے اور اللہ تعالیٰ ہی کے فاعلِ حقیقی ہونے کو واضح کرنے کے لیے آگاہ کیا گیا کہ بظاہر کفار کو مسلمانوں نے قتل کیا ہے لیکن درحقیقت اُنہیں اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے۔ اسی طرح کفار کی طرف آپ ﷺ نے جو مشیت بھر کنکریاں پھینکیں تھیں وہ بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی نے پھینکی تھیں۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا، بندہ مومن کا ہاتھ

غالب و کارِ آفریں، کارِ کشا و کارِ ساز

خاکی و نوری نہاد، بندہ مولا صفات

ہر دو جہاں سے غنی اُس کا دلِ بے نیاز

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کی بڑی اچھی آزمائش تھی کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر شے قربان کرنے کا عزم کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی بھرپور مدد کی۔ بقول جگر مراد آبادی۔

بیدار عزائم ہوتے ہیں ، اسرار نمایاں ہوتے ہیں

جتنے وہ ستم فرماتے ہیں، سب عشق پہ احسان ہوتے ہیں

مشرکین سے کہا گیا کہ بدر کے معرکہ نے تم پر واضح کر دیا ہے کہ حق پر کون ہے اور اللہ تعالیٰ کس کے ساتھ ہے؟ اب بھی اگر تم باز آ جاؤ تو تمہارے پچھلے جرائم معاف کر دیے جائیں گے۔ لیکن اگر تم کفر پر اڑے رہے تو پھر برے انجام کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہو۔

آیات تا

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ	اطاعت کرو اللہ اور اُس کے رسول کی
وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَانْتُمْ تَسْمَعُونَ ①	اور منہ نہ پھیرو اس سے جبکہ تم سن رہے ہو۔
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا	اور نہ ہو جاؤ اُن لوگوں کی طرح جنہوں نے کہا ہم نے سنا
وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ②	حالانکہ وہ نہیں سنتے۔
إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا	بے شک سب جانداروں میں سے بدتر اللہ کے نزدیک
يَعْقِلُونَ ③	بہرے گونگے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں۔
وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا	اور اگر اللہ جانتا اُن میں کوئی بھلائی
لَأَسْمَعَهُمْ	تو ضرور سنوا دیتا انہیں
وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ	اور اگر وہ سنوا بھی دے انہیں
لَتَوَلَّوْا	تو ضرور منہ پھیر لیں گے
وَهُمْ مُّعْرِضُونَ ④	اور وہ بے رخی کرنے والے ہوں گے۔

ان آیات میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ بدر سے جنگ کا مرحلہ شروع ہو گیا ہے اور اس کٹھن مرحلے میں بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر کاربند رہو۔ اُن منافقین کی طرح نہ ہو جاؤ جن کو جان بڑی عزیز ہے اور وہ اس سخت مرحلہ میں اللہ

تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے گریز کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انسان نہیں بلکہ بدترین جانور ہیں۔ اس لیے کہ وہ حق بات سننے، سمجھنے، ماننے اور حق کے مطابق ایک بامقصد زندگی گزارنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اُن کی زندگی جانوروں کی طرح بے مقصد ہے۔ وہ حیوانی تقاضوں کے دباؤ تلے جی رہے ہیں۔ وہ زندگی نہیں گزار رہے بلکہ زندگی اُنہیں گزار رہی ہے۔

آیات تا

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ	لبیک کہو اللہ اور رسول کی پکار پر
إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ	جب رسول پکاریں تمہیں اُس کی طرف جو زندگی بخشی ہے تمہیں
وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ	اور جان لو کہ بے شک اللہ حائل ہو جایا کرتا ہے بندے اور اُس کے دل کے درمیان
وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٣١﴾	اور بے شک اُسی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔
وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً	اور بچو اُس فتنے سے جو نہیں آئے گا صرف اُن لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا ہے تم میں سے خاص طور پر
وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٣٢﴾	اور جان لو کہ بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

یہ آیات مسلمانوں کو تلقین کر رہی ہیں کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہیں۔ مراد یہ ہے کہ وہ ذاتی زندگی میں پورے کے پورے اسلام پر عمل کریں، اللہ تعالیٰ کے دین کی تعلیمات دوسروں تک پہنچائیں اور اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کے لیے تن من دھن لگا دیں۔ انہیں خبردار کیا گیا کہ اگر تم نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی پکار کو اہمیت نہ دی تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر مہر لگا دے گا اور تمہیں حق کا ساتھ دینے کی سعادت سے محروم کر دے گا۔ یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب صرف بالفعل جرائم کرنے والوں پر نہیں آتا بلکہ اُن پر بھی آتا ہے جو ان جرائم کے خلاف جہاد نہیں کرتے۔ پھر آخرت کا عذاب تو دنیا کے عذاب سے بھی زیادہ شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نہ صرف برائیوں سے بچنے بلکہ اُن سے روکنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات تا

قرآن حکیم میں مسلمانانِ پاکستان کا ذکر

وَ اذْكُرُوا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيلٌ	اور یاد کرو جب تم تعداد میں کم تھے
مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْاَرْضِ	کمزور سمجھے جاتے تھے زمین میں
تَخَافُونَ اَنْ يَّتَخَفَكُمُ النَّاسُ	تم ڈرتے تھے کہ مٹانہ دیں تمہیں لوگ
فَاَوْكُمُ	پھر اللہ نے پناہ دی تمہیں
وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِہٖ	اور قوت دی تمہیں اپنی مدد سے
وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الصَّيْبِ	اور عطا کیں تمہیں پاکیزہ چیزیں
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٢١﴾	تاکہ تم شکر کرو۔

یَاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَخُوْنُوْا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ	خیانت نہ کرو اللہ اور اُس کے رسول سے
وَتَخُوْنُوْا اٰمَنَتِکُمْ	اور نہ خیانت کرو اپنی امانتوں میں
وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾	جبکہ تم جانتے ہو۔
وَ اعْلَمُوْا اَنْہَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ	اور جان لو بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہی ہیں
وَ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۹﴾	اور بے شک اللہ ہے جس کے پاس عظیم بدلہ ہے۔

ان آیات میں اصلاً تو ذکر مہاجرین مکہ کا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے مکہ میں قریش کے ظلم و ستم سے نجات دی 'مدینہ میں بہت عمدہ ٹھکانہ دیا اور پاکیزہ رزق عطا فرمایا۔ ان احسانات کا بیان اس لیے کیا گیا تاکہ مہاجرین اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ ان آیات کا اطلاق ہم مسلمانانِ پاکستان پر بھی ہوتا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں ہمیں ہندو اکثریت سے حقوق غصب کرنے کا اندیشہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرتِ خاص سے پاکستان دیا اور پاکستان میں ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا۔ ان آیات میں ارشاد ہوا کہ یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور امانتوں کی پاسداری کا تقاضا ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ وفاداری کی روش اختیار کی جائے اور اُس کی عطا کردہ نعمتوں کا شریعت کے مطابق استعمال کیا جائے۔ مال و اولاد کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کو مطلوب و مقصود بنایا جائے۔ محنت سے کمایا ہوا مال کسی حادثہ میں یا بیماری میں ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور اولاد بھی بعض اوقات نافرمانی کرتی ہے یا کسی وجہ سے انسان اُن سے خدمت لینے سے محروم ہو جاتا ہے۔ صرف اخلاص سے کی گئی نیکیاں ہیں جن کا بھرپور اجر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنا یقینی ہے۔ بد قسمتی سے ہم نے پاکستان جیسی نعمت کی ناقدری کی اور یہاں شریعت کا بول بالا نہیں کیا۔ آج اسی ناشکری کی سزا ہمیں مختلف عذابوں کی صورت میں مل رہی ہے۔

آیت تقویٰ کی برکات

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ	اگر تم اللہ کی نافرمانی سے بچو گے
يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا	وہ کر دے گا تمہارے حق میں حق و باطل کا فرق
وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ	اور دور کر دے گا تم سے تمہاری برائیاں
وَيَغْفِرْ لَكُمْ	اور بخش دے گا تمہیں
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۲۹﴾	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اس آیت میں اہل ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ باطل کے ساتھ مقابلہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی مدد اور کامیابی اُسی وقت حاصل ہوگی جب تم تقویٰ یعنی اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی روش اختیار کرو گے۔ جو لوگ تقویٰ اختیار کر کے اپنے ذات پر دین غالب کریں گے، وہی اللہ کی زمین پر بھی دین غالب کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ تقویٰ سے اللہ تعالیٰ کی مدد، برائیوں کو چھوڑ کر نیکیاں کرنے کی توفیق اور گناہوں کی بخشش جیسے انعامات حاصل ہوتے ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کے بڑے فضل سے بھی نوازا جاتا ہے۔

آیت مشرکین مکہ کی ناپاک سازش

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا	اور اے نبی! جب خفیہ تدبیر کر رہے تھے آپ کے خلاف
---	---

وہ لوگ کہ جنہوں نے کفر کیا	
لِيُثْبِتُوكَ	تاکہ قید کر دیں آپ کو
أَوْ يَقْتُلُوكَ	یا شہید کر دیں آپ کو
أَوْ يُخْرِجُوكَ	یا جلا وطن کر دیں آپ کو
وَيَسْكُرُونَ وَيَسْكُرُ اللَّهُ	وہ خفیہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر فرما رہا تھا
وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَكْرِيْنَ ۝۳۰	اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔

مکی دور کے آخر میں سردارانِ قریش نے دارالندوہ میں نبی اکرم ﷺ کے خلاف آخری اقدام کے لیے مشاورت کی۔ آپ ﷺ کے خلاف تین تجاویز پر غور کیا گیا۔ پہلی یہ کہ آپ ﷺ کو قید کر دیا جائے۔ دوسری یہ کہ آپ ﷺ کو مکہ سے نکال دیا جائے۔ تیسری یہ کہ قریش کے تمام خاندانوں میں سے ایک ایک نوجوان لیا جائے اور وہ سب مل کر آپ ﷺ کو شہید کر دیں۔ اب خاندانِ بنی ہاشم کے لیے تمام خاندانوں سے بدلہ لینا ممکن نہ ہوگا۔ تیسری تجویز کو منظور کر لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ ﷺ کو قریش کی اس سازش سے آگاہ فرمادیا۔ آپ ﷺ ایک کڑکتی دوپہر میں، جب لوگ عموماً آرام کر رہے ہوتے ہیں، حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر گئے اور انہیں ساتھ لے کر مکہ سے ہجرت فرما گئے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی ناپاک سازش کو ناکام بنادیا۔

آیت

مشرکین مکہ کا جھوٹا دعویٰ

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا	اور جب پڑھی جاتی ہیں اُن کے سامنے ہماری آیات
---------------------------------------	--

وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝۳۲	جبکہ وہ بخشش طلب کر رہے ہوں۔
وَمَا لَهُمْ اَلَّا يَعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ	اور کیا ہے انہیں کہ عذاب نہ دے انہیں اللہ
وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	جبکہ وہ روکتے ہیں مسجدِ حرام سے
وَمَا كَانُوْا اَوْلِيَاءَ ۙ	اور نہیں ہیں وہ اُس کے متولی
اِنْ اَوْلِيَاءُ ۙ اِلَّا الْبٰتِلُوْنَ	نہیں ہیں اُس کے متولی مگر پرہیزگار
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۳	اور لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔
وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ	اور نہیں ہوتی اُن کی نماز بیت اللہ کے پاس
اِلَّا مُكَاۗءً وَتَصَدِيۡةً	سوائے سیٹیاں بجانے اور تالیاں پیٹنے کے
فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۳۴	سو چکھو عذاب اُس کفر کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے۔

مشرکین مکہ کے سردار عوام پر اپنے خلوص کا تاثر قائم کرنے کے لیے اپنے خلاف بددعا کرتے تھے کہ اے اللہ! اگر قرآن حق ہے اور ہم اس پر ایمان نہیں لارہے تو ہم پر دردناک عذاب نازل فرما۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ جب تک نبی اکرم ﷺ اُن کے درمیان اصلاح کا کام کر رہے ہیں اور مکہ میں بسنے والوں میں سے چند لوگ بخشش کی دعائیں کر رہے ہیں، ہم عذاب نازل نہیں کریں گے۔ جب ہمارے نبی ﷺ کو مجرمین ہجرت پر مجبور کر دیں گے تو اُس وقت ہم شہر مکہ پر نہیں بلکہ مجرمین کو اس شہر سے نکال کر اُن پر عذاب نازل کریں گے۔ بدر میں ایسا ہی کیا گیا۔ مشرکین، اہل حق کو تو بیت اللہ میں آکر عبادت کرنے سے روکتے ہیں لیکن خود اللہ کے اس گھر کی حرمت اور نماز کا تقدس پامال کر رہے ہیں۔ وہ بیت اللہ کے پاس نماز کے دوران تالیاں پیٹتے اور سیٹیاں بجاتے ہیں۔ اب بدر کے میدان میں انہیں اُن کے جرائم کی سزا کا مزہ چکھایا گیا ہے۔

آیات تا

کافروں کا عبرتناک خسارہ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا	بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ	وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال
لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ	تاکہ روکیں اللہ کی راہ سے
فَسَيُنْفِقُونَهَا	سوا بھی اور خرچ کریں گے اسے
ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً	پھر بنیں گے یہ مال اُن پر حسرت
ثُمَّ يُغْلَبُونَ	پھر وہ مغلوب کر دیے جائیں گے
وَالَّذِينَ كَفَرُوا	اور جن لوگوں نے کفر کیا
إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾	وہ جہنم کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔
لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ	تاکہ جدا کر دے اللہ ناپاک کو پاک سے
وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضُهُ عَلَىٰ بَعْضٍ	اور رکھ دے سب ناپاکوں کو ایک دوسرے کے اوپر
فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا	پھر ڈھیر بنا دے اُسے اکٹھا
فَيَجْعَلُهُ فِي جَهَنَّمَ	پھر ڈال دے اُسے جہنم میں
أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿٣٧﴾	وہی لوگ خسارے میں جانے والے ہیں۔

ع
۱۸

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ کافر لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے اور مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریوں کے لیے اپنے مالی وسائل صرف کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اسلام دشمنی کے لیے خرچ کیا ہوا مال، لگایا ہوا وقت، اٹھائی ہوئی

جسمانی مشقت اور ہلاک کی ہوئی جانیں اُن کے لیے حسرت کا باعث بن جائیں گی۔ وہ دنیا میں بھی ذلت کا سامنا کریں گے اور آخرت میں بھی جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔ اس سے بڑھ کر خسارہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ انسان جس راہ میں اپنا تمام وقت، تمام محنت، تمام قابلیت، اور پورا سرمایہ زندگی کھپا دے، اُس کی انتہا پر پہنچ کر اُسے معلوم ہو کہ وہ اُسے سیدھی تباہی کی طرف لے آئی ہے۔ اس راہ میں جو کچھ اُس نے کھپایا ہے اُس پر کوئی منافع پانے کے بجائے اُسے الٹا جرمانہ بھگتنا پڑے گا۔ کاش کافر لوگ اپنی اسلام دشمنی سے باز آجائیں۔

آیت

مشرکین مکہ کو اصلاحِ عمل کی دعوت

اے نبی! کہہ دیجیے اُن لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا	قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا
اگر وہ باز آجائیں	اِنْ يَنْتَهُوْا
تو معاف کر دیا جائے گا انہیں جو ہو چکا	يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ
اور اگر انہوں نے وہی کچھ کیا	وَ اِنْ يَّعُودُوْا
تو گزر چکا ہے پہلے لوگوں کے ساتھ ہونے والا دستور۔	فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾

اس آیت میں مشرکین مکہ کو دعوت دی گئی کہ اُن کی خیر اسی میں ہے کہ اپنے سابقہ جرائم پر سچی توبہ کریں اور دینِ حق یعنی اسلام کو قبول کر لیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے تمام سابقہ جرائم معاف فرما دے گا۔ اگر وہ اپنے جرائم سے باز نہ آئے تو پھر اُن کا بھی ویسا ہی بدترین انجام ہو گا جیسا ماضی میں کئی سرکش قوموں کا ہوا۔ گویا اللہ تعالیٰ کی اولین ترجیح لوگوں کو ہلاک کرنا نہیں بلکہ انہیں توبہ کی طرف مائل کر کے بخش دینا ہے۔

آیت تا

دین کا مغلوب ہونا فتنہ ہے

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ	اور لڑتے رہو اُن سے یہاں تک کہ نہ رہے کوئی فتنہ
وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ	اور ہو جائے (غالب) دین پورے کا پورا اللہ کا
فَإِنْ انْتَهَوْا	پھر اگر وہ باز آجائیں
فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣٩﴾	تو بے شک اللہ اُس کو جو وہ عمل کر رہے ہیں خوب دیکھنے والا ہے۔
وَإِنْ تَوَلَّوْا	اور اگر وہ رخ پھیر لیں
فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ	تو جان لو بے شک اللہ تمہارا حمایتی ہے
نِعْمَ الْمَوْلَىٰ	کیا ہی بہترین حمایتی ہے
وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٤٠﴾	اور کیا ہی بہترین مددگار ہے۔

ان آیات میں حکم دیا گیا کہ اے مسلمانو! ان مشرکین مکہ سے اُس وقت تک جنگ کرتے رہو جب تک دین یعنی اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا نظام غالب نہ ہو جائے اور فتنہ بالکل ختم نہ ہو جائے۔ فتنہ سے مراد ہر وہ مزاحمت اور قوت ہے جو اسلام کی تبلیغ اور نفاذ کی راہ میں آڑے آئے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے دین کے مطابق زندگی بسر کرنا ممکن نہ رہے۔ یہ آیات رہنمائی دے رہی ہیں کہ اسلام صرف مدافعتی جنگ کا قائل نہیں بلکہ اسلام کی اشاعت و نفاذ میں جو قوت رکاوٹ بنے اُس سے جارحانہ جنگ کرنا ضروری ہے۔ یہ جنگ جاری رہے گی یہاں تک کہ تمام رکاوٹیں ختم ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہو جائے۔ آج ہم بھی فتنہ سے دوچار ہیں اور دنیا میں کہیں بھی اسلام غالب نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کے غلبہ کے لیے مال اور جان سے محنت کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔ آمین! ان آیات میں مشرکین کو ایک بار پھر دعوت دی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مخالفت سے باز آجائیں۔ اگر انہوں نے اپنی روش نہ چھوڑی تو مسلمانوں کا حامی و ناصر اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ کیا خوب حامی ہے اور کیا خوب نصرت کرنے والا ہے!
